عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

جلد: ۴۳ | ۱۳تا۲۰؍شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳تا۳۰؍اپریل ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۱۶

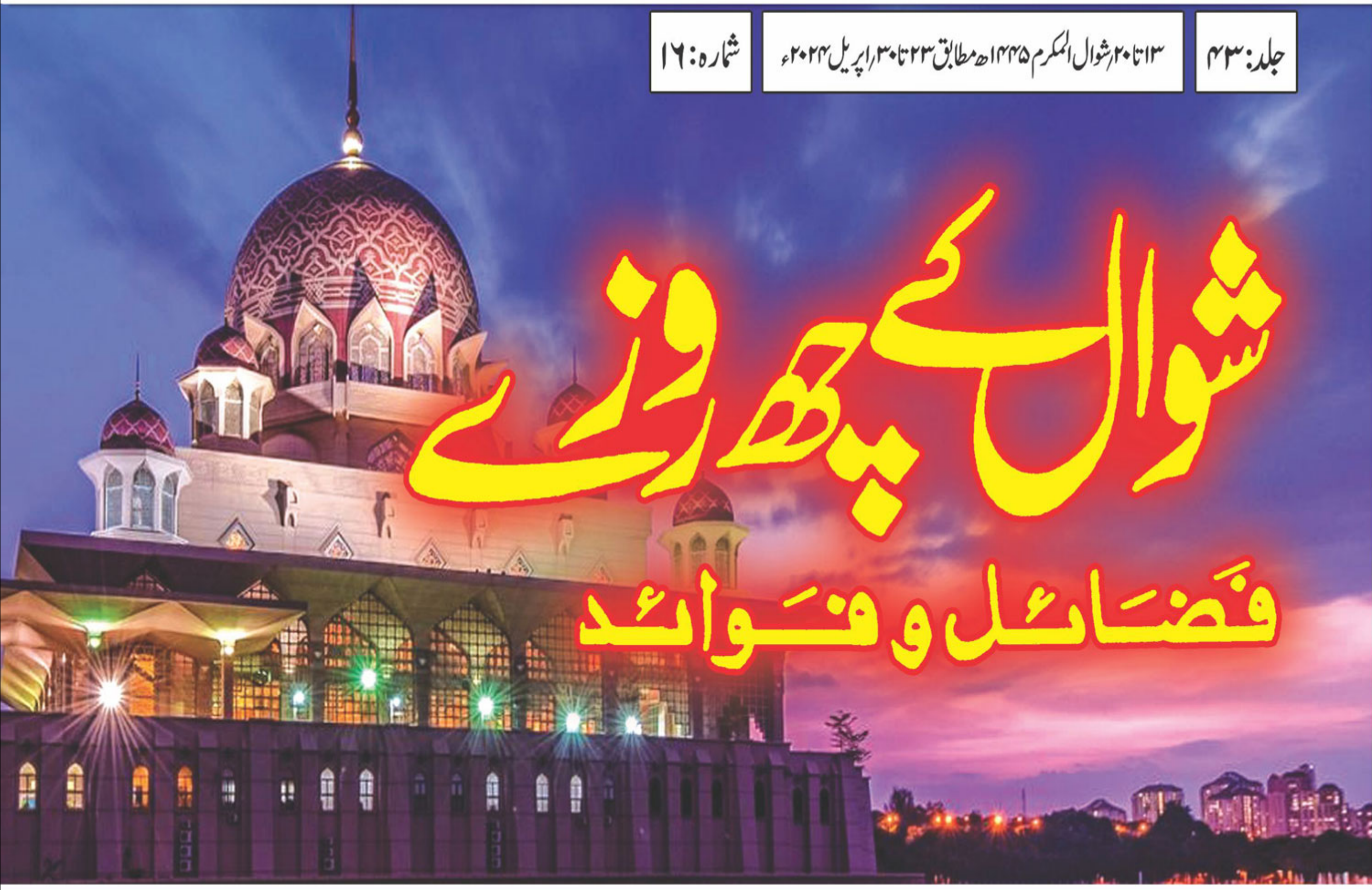

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ویران مسجد کا حکم

س:....اگر کوئی مسجد ویران ہو جائے یا اہل محلہ وہاں سے چھوڑ کر ہجرت کر جائیں تو مسجد کی جگہ کو کسی اور مصرف میں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

ج:....جس زمین پر ایک بار شرعاً مسجد بن جائے تو وہ قیامت تک کے لئے مسجد ہی رہتی ہے، اگر چہ لوگ وہاں سے چھوڑ کر چلے جائیں، لہٰذا اس مسجد کی جگہ کو کسی دوسرے دنیاوی کام کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ پہلے کی طرح احترام واجب ہے اور لوگوں کو چاہئے کہ وہ کبھی کبھار وہاں آکر مسجد میں نماز یا نوافل وغیرہ ادا کر لیا کریں، اس طرح وہ ویران ہونے سے بھی محفوظ رہے گی۔

”لما قال الحمکفی علیہ الرحمۃ: یبقی مسجدا ابداً الی یوم القیامۃ وبہ یفتی۔“ (الدر المختار علی رد المحتار، ج:۴، ص:۳۰۸ کتاب الوقف)

زکوٰۃ کی رقم تعمیر مسجد و مدرسہ کے لئے استعمال کرنا

س:....کیا زکوٰۃ کی رقم مسجد و مدرسہ کی تعمیر کے لئے دے سکتے ہیں؟

ج:....زکوٰۃ کی رقم مسجد یا مدرسہ کی تعمیرات کے لئے دینا جائز نہیں، کیونکہ زکوٰۃ کی رقم کسی ضرورت مند مستحق زکوٰۃ کو بطور ملکیت دینا ضروری ہے، ورنہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

مقروض کا زکوٰۃ کی رقم سے قرضہ ادا کرنا

س:....اگر کوئی شخص بہت مقروض ہو اور اس طرح وہ مستحق زکوٰۃ بن جائے، تو کیا زکوٰۃ کی رقم سے اس کا قرض ادا کیا جا سکتا ہے؟ اس کو بغیر بتائے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے؟

ج:....زکوٰۃ کی رقم سے کسی مقروض مستحق زکوٰۃ شخص کا قرض ادا کرنا جائز ہے۔ لیکن اس شخص کے علم میں لانا ضروری ہے کہ ہم آپ کی طرف سے قرض ادا کر رہے ہیں۔ زکوٰۃ کی رقم کے بارے میں بتانا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ ہدیہ، تحفہ کہہ کر بھی دی جا سکتی ہے۔

حرام کمائی کے ذرائع سے توبہ کرنا

س:....اگر کسی کے پاس حرام رقم موجود ہو تو وہ اس کا کیا کرے؟ مثلاً سود کی رقم یا کسی بھی حرام کام کے ذریعے حاصل ہونے والی رقم ہو تو اس کا کیا کرنا چاہئے کہ گناہ ذمہ سے ساقط ہو جائے؟

ج:....حرام رقم جس طرح حاصل کرنا گناہ ہے، اسی طرح اس کا خود استعمال کرنا بھی گناہ ہے۔ بہرحال! اگر کسی کے پاس حرام کی رقم ہو تو وہ خود استعمال کرنے کے بجائے بغیر ثواب کی نیت کے کسی ضرورت مند مستحق زکوٰۃ شخص کو دیدے تا کہ ذمہ سے اتر جائے۔ اس طرح حرام رقم خود استعمال کرنے کے گناہ سے بچ جائے گا۔ باقی جو حرام ذریعے سے رقم حاصل کی گئی ہے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرنا ہوگا، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس گناہ کو بھی معاف فرما دیں گے۔

واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ

ختم نبوة

مجلس

جلد:۴۳ ۱۴ تا ۲۱ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ /اپریل ۲۰۲۴ء شمارہ:۱۶

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

معاشرتی فتنوں کے خلاف جہاد	۵	اداریہ
شوال کے چھ روزے...	۸	عالمہ حمیرا حسین مومناتی
اسرائیلی نسل کشی کے خلاف....	۱۰	مولانا خورشید عالم داؤد قاسمی
اسمارٹ فون... دورِ حاضر کا عظیم فتنہ(۷)	۱۴	حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ
متنازع فیصلے کی خلاف پٹیشنز کی سماعت	۱۶	جناب نوید مسعود ہاشمی
جناب میر عباس علی لدھیانویؒ	۱۹	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۲۱	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۴	" " " " " "

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۶۷ فصل:... اہجری کے واقعات

۱۲:.... بریدہ بن حصیب کا اسلام:.... اسی سفر کے دوران جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچنے کے قریب تھے، بریدہ بن حصیب نے اپنی قوم کے تقریباً اَسّی اَفراد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی، یہ لوگ مکہ ومدینہ کے درمیان آباد تھے، اور ابوجہل لعین اور دیگر کفارِ قریش نے ان کو پیغام بھیجا تھا کہ اگر وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کردیں تو انہیں سو اُونٹ بطورِ انعام دیئے جائیں گے، جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، چہرۂ انور میں نبوّت کا نور جگمگاتا دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات سنے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم توحید اور دِینِ حق کی دعوت دیتے ہیں تو حضرت بریدہ اپنے تمام رُفقاء سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اِسلام لائے اور مدینہ طیبہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ پہنچا کر اپنی قوم میں واپس آگئے، پھر غزوۂ اُحد کے بعد مدینہ طیبہ آئے اور پھر یہیں کی سکونت اختیار کی، رضی اللہ عنہ۔

۱۳:.... مسجدِ قباء کی تعمیر:.... اسی سال کا یہ واقعہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے قبل قباء میں فروکش ہوئے تو دس سے کچھ زیادہ دن یہاں قیام فرمایا، اسی قیام کے دوران یہاں مسجد تعمیر فرمائی اور اس کی تعمیر میں صحابہ کرامؓ کے علاوہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بنفسِ نفیس حصہ لیا، یہ اسلام میں سب سے پہلی مسجد تعمیر ہوئی، اسی بنا پر حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لَمَسۡجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقۡوٰى مِنۡ أَوَّلِ يَوۡمٍ أَحَقُّ أَنۡ تَقُوۡمَ فِيۡهِ'' (التوبہ:۱۰۸) ترجمہ: ''البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں قیام فرمائیں۔'' اور تعمیرِ مسجد کی یہی مصروفیت تھی جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دس سے زیادہ دن یہاں ٹھہرنا پڑا۔

۱۴:.... سب سے پہلا جمعہ:.... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ بنوسالم بن عوف میں جمعہ کی نماز پڑھی اور جمعہ کا خطبہ دیا، بنوسالم بن عوف کی آبادی قباء اور مدینہ کے درمیان تھی، اسی بنا پر یہ مسجد، مسجدِ جمعہ کہلاتی ہے، یہ اسلامی تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا جمعہ اور سب سے پہلا خطبہ تھا، اس خطبے کے تمام الفاظ سیرتِ کازرونی اور دیگر کتبِ سیرت میں مذکور ہیں۔

اور یہ مسجد اب تک موجود ہے، ہم بھی ۱۱۳۶ھ میں اس کی زیارت سے مشرف ہوئے، اس وقت اس کی جدید تعمیر ہوچکی تھی۔ جیسا کہ پہلے گزرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں دس دن سے کچھ زائد قیام کے بعد وہاں سے مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں بنوسالم بن عوف نے برکت کے لئے تھوڑی دیر اپنے یہاں قیام کی درخواست کی، ان کی درخواست پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہرے، وہیں آیتِ جمعہ: ''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ يَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ'' الآیۃ (الجمعہ:۸) نازل ہوئی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوسالم کی بستی میں جمعہ پڑھا اور خطبہ دیا، اور بعد اَز جمعہ سوار ہوکر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ اس روایت کا مقتضا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروزِ جمعہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور پہلے گزر چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا داخلہ پیر کے دن ہوا تھا، ان دونوں کے درمیان تطبیق کی صورت اس کے بغیر ممکن نہیں کہ ''بضع عشرۃ'' (دس دن سے زیادہ) کے لفظ کو گیارہ وغیرہ پر محمول کیا جائے جیسا کہ اُوپر گزر چکا ہے اور آگے بھی آتا ہے۔ (جاری ہے)

اداریہ

معاشرتی فتنوں کے خلاف جہاد

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے جون ۱۹۷۸ء میں اُس دور کی مناسبت سے ''معاشرتی فتنوں کے خلاف جہاد'' کے موضوع پر یہ تحریر رقم فرمائی تھی، مگر بدقسمتی سے ہماری موجودہ معاشرتی، اخلاقی اور معاشی حالت تا حال روبہ زوال ہے، یہ مضمون قندِ مکرر کے طور پر شائع کیا جارہا ہے، شاید ہمیں کچھ عبرت حاصل ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

یہ فطری اصول ہے کہ کسی قوم کے عروج وترقی کی رفتار تو دھیمی اور سست ہوتی ہے، مگر اس کے زوال اور گراوٹ کی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے، کسی بلند وبالا عمارت پر چڑھنا کتنا مشکل ہے؟ لیکن اگر کوئی شخص جذبات سے مغلوب ہوکر خودکشی کے ارادے سے ایسی عمارت کے اوپر سے چھلانگ لگادے تو دیکھیے کتنی تیزی سے گرے گا؟ یہی مثال قوموں کی ہے، ان کا عروج اور ترقی کی بلندیوں کو چھونا بڑی جفاکشی، محنت اور بڑے حوصلے اور صبر وتحمل کو چاہتا ہے، لیکن جب کوئی قوم اخلاقی خودکشی کی نیت سے اپنے اعلیٰ وارفع مقام سے نیچے کو چھلانگ لگاتی ہے تو بغیر کسی کوشش ومحنت کے، دھڑام سے نیچے آگرتی ہے۔

اگر کبھی بپھرے ہوئے سیلاب کا بند ٹوٹ جائے اور اس کا رخ کسی نشیبی علاقے کی طرف مڑ جائے تو وہ پلک جھپکنے کی مہلت بھی نہیں دیتا اور بستیوں کی بستیاں بہالے جاتا ہے، اسی طرح جب کسی قوم کی اخلاقیات کا بند ٹوٹ جاتا ہے تو اس کی نفسیاتی خواہشات کا طوفان دین ودانش اور شرافت اور انسانیت کی تمام قدروں کو بہا کرلے جاتا ہے، پورے معاشرہ کو تلپٹ کردیتا ہے، ہر طرف تباہی وبربادی مچا دیتا ہے، معاشرے کا امن وسکون چھن جاتا ہے اور خودغرضی وہوس ناکی اور ظلم وستم کی کالی گھٹائیں ہر چار سو چھا جاتی ہیں اور پھر وہ معاشرہ متمدن انسانوں کے بجائے وحشی درندوں میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

ہماری مسلم قوم صدیوں کی محنت ومجاہدہ کے بعد عروج وترقی کی بلندیوں کو پہنچی اور ایسی پہنچی کہ آسمان کی رفعتیں اس کے سامنے ہیچ رہ گئیں، انسان ہی نہیں، بلکہ ملائکہ بھی اس پر رشک کرتے تھے، اس کے نظم وضبط، اتحاد واتفاق اور الفت ومحبت پر دنیا کی قومیں عش عش کرتی تھیں، مگر کچھ عرصے سے اس پر تقلید اغیار کا جنونی دورہ پڑا ہے اور خودکشی کے ارادے سے اس نے بلندیوں سے نیچے کی طرف چھلانگ لگانا شروع کردی ہے، اس کی اخلاقیات کا بند ٹوٹ رہا ہے، ہمارے معاشرے میں اخلاقی گراوٹ کا سیلاب جس تیزی سے بڑھ رہا ہے، اس کے انجام کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، کل تک جو چیزیں ایک مسلمان کے لیے قابل شرم اور موجب ننگ وعار تھیں، آج ان پر فخر ہورہا ہے۔

باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے نالاں ہے، بھائی بھائی سے شاکی ہے، دوست کو دوست پر اعتماد نہیں، استاد کو شاگردوں سے شکایت ہے، مزدور کو مالک سے رنج ہے، عوام کو افسر شاہی سے گلہ ہے، راعی اور رعایا کے درمیان سر پھٹول ہے، پورا معاشرہ گویا ایسا آتش کدہ ہے جس میں بڑا چھوٹا، امیر غریب، راعی رعایا، مالک اور مزدور سب جل رہے ہیں۔ چوری، ڈکیتی، فحاشی، بدکاری، رشوت، سفارش، اسمگلنگ، ذخیرہ اندوزی، زرطلبی ایسے سینکڑوں جن سڑکوں پر عریاں ناچ رہے ہیں، معاشرتی ناسور کے تعفن سے قوم کی ناک میں دم ہے، نہ جان کی امان، نہ عزت وآبرو کی حفاظت، نہ عدل، نہ انصاف

،نہ عمل، دین تباہ، دنیا تباہ، عقلیں مسخ، شکلیں مسخ.... اناللہ وإنا إلیہ راجعون....

مزید افسوس یہ ہے کہ ہمارے دانش وروں کو گراوٹ کا احساس نہیں، جنہیں احساس ہے انہیں اصلاح کی فکر نہیں، جنہیں فکر ہے انہیں سلیقہ نہیں، جنہیں سلیقہ ہے انہیں قدرت نہیں، جنہیں قدرت ہے انہیں فرصت نہیں، جنہیں فرصت ہے انہیں توفیق نہیں، طوفان خطرے کے نشان سے اوپر گزر رہا ہے، مگر ہر کوئی حال مست، کوئی قال مست کا مصداق ہیں، روم جل رہا ہے اور نیرو بانسری بجا رہا ہے، ہمارے سامنے ہمارا گھر لٹ رہا ہے، مگر ہم بڑے اطمینان سے اس کے لٹنے کا تماشا دیکھ رہے ہیں، ہم میں سے ہر شخص اس خیال میں مگن ہے کہ یہ بستی اجڑتی ہے تو اجڑے، میرا گھر محفوظ ہے، قوم ڈوبتی ہے تو ڈوبے، میں جودی پہاڑ پر کھڑا ہوں، ملک وملت کی چولیں ہلتی ہیں تو ہلیں، میرا دھندا چل رہا ہے:

''کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟''

میری گزارش یہ ہے کہ اے دردمندانِ قوم! اے اہل عقل ودانش! خدا کے لیے اٹھو! اور اس ڈوبتی ہوئی قوم کی ناؤ کو بچاؤ، اپنے گھر میں لگی ہوئی یہ آگ بجھاؤ، یہ قوم جنون کے دورہ میں اخلاقی خودکشی کر رہی ہے، اس کا ہاتھ پکڑو، قوم کی اخلاقیات کا بند ٹوٹ رہا ہے، آؤ! سب مل جل کر اس کی حفاظت کرو، اس مقصد کے لیے کوئی بڑی سے بڑی قربانی دینا پڑے تو قوم کو بچانے کے لیے دے ڈالو، اس سلسلے میں ہمیں جن میدانوں میں جہاد کرنا ہے اپنی ناقص فہم کے مطابق ان کا نقشہ پیش کرتا ہوں۔

معاشی ناہمواری کے خلاف جہاد:

بدقسمتی سے ہمارے یہاں یہودیوں کا سرمایہ دارانہ نظام رائج ہے جس کی بنیادیں سودی بینکاری، جوا، سٹہ اور ناجائز کاروبار پر استوار ہیں۔ اس نے معاشرے میں ناہمواری کی بھیانک شکل پیدا کر دی ہے، جس سے غریب ونادار اور پسماندہ طبقے میں متمول اور کھاتے پیتے لوگوں کے خلاف نفرت وبیزاری کی لہر اٹھ رہی ہے، غیظ وغضب اور حسد ورقابت کے جذبات ابھر رہے ہیں اور غریب طبقہ کے فقر وافلاس سے بیسیوں معاشرتی برائیوں کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت حال کی اصلاح نہ کی گئی تو ان خرابیوں میں روز افزوں اضافہ ہوتا جائے گا، بے چینی بڑھتے بڑھتے لاقانونیت میں ڈھلتی جائے گی، بالآخر خستہ حال جھونپڑیوں سے اٹھنے والے نفرت وبیزاری کے شعلے فلک بوس عمارتوں، وسیع وعریض بنگلوں اور اونچے اونچے شیش محلوں کو جلا کر خاکستر کر دیں گے۔ (خدا اس قوم کو یہ دن نہ دکھائے، آمین)

یہ معاشی ناہمواری ہمارے معاشرے میں ''ام الامراض'' کی حیثیت رکھتی ہے اور شیطانی لشکر اسی راستے سے گزر کر ہمارے معاشرے پر شب خون مار رہا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اسی راستہ کو بند کیا جائے اور سب سے اول اسی مرض کا علاج کیا جائے، اس کا کافی وشافی نسخہ حکیم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے تجویز فرما چکے ہیں، ہمیں صرف استعمال کرنے کی زحمت اٹھانا ہوگی۔

ہونا یہ چاہیے کہ محلہ محلہ اور بستی بستی میں کچھ مخلص، بے لوث اور دردمند حضرات آگے بڑھیں اور ضرورت مند لوگوں کی کفالت اور خبرگیری کی تحریک چلائیں۔ ان کے پاس اپنے اپنے محلہ اور اپنی اپنی بستی کے پسماندہ افراد اور گھرانوں کی فہرستیں ہوں، محلہ کے کھاتے پیتے حضرات سے عطیات حاصل کر کے ضرورت مندوں تک پہنچائیں (اور اگر کوئی صاحب ان کے پاس عطیہ جمع کرانے میں تامل کرے تو اسے مستحقین کی نشان دہی کر دی جائے، تاکہ وہ خود ان تک پہنچا دے) کسی خاندان کو معاشی سہارا دے کر اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جا سکتا ہو تو اس میں اس کی مدد کی جائے، محلہ میں کوئی نوجوان بے کار ہو تو اس کے لیے روزگار مہیا کرنے میں مدد دی جائے، کسی گھر میں جوان بیٹی ماں باپ کی ناداری کی وجہ سے بیٹھی ہو تو اس کے ہاتھ پیلے

کرنے کا انتظام کیا جائے، کسی کو سر چھپانے کے لیے مکان کی ضرورت ہو تو مل جل کر مکان بنوا دیا جائے، کوئی علاج سے محروم ہو تو اس کے علاج معالجہ کا بندوبست کیا جائے، کسی کے بچے تعلیم سے محروم ہوں تو ان کے لیے تعلیمی مصارف مہیا کیے جائیں۔

الغرض ملک بھر میں کوئی بستی، محلہ اور کوئی کوچہ ایسا نہ رہے، جس میں ایک متنفس کو بھی خوراک، پوشاک، مکان، تعلیم اور علاج جیسی بنیادی ضروریات میسر نہ ہوں، ہر بستی کے لوگوں کا یہ عہد ہو کہ بھوکے رہیں گے تو اکٹھے، سیر ہوں گے تو اکٹھے، مریں گے تو اکٹھے، جئیں گے تو اکٹھے۔

کھاتے پیتے متمول حضرات اس میں دل کھول کر حصہ لیں، خواہ انہیں اپنی ضروریات اور مصارف کو کم کرنا پڑے، یہ صحیح اسلامی معاشرہ کا نقش ہے، جس کا سنگ بنیاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا کہ: "وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر سو جائے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔" اس سے غریب لوگوں کی ضروریات بھی پوری ہوں گی، ان کو معاشی میدان میں خود کفیل ہونے کا موقع بھی میسر آئے گا، امیر و غریب کے درمیان نفرت و بیزاری کی جو دیوار حائل ہے، وہ بھی ٹوٹ جائے گی، آپس میں ہمدردی و غمخواری، انس و محبت اور عزت و احترام کے جذبات ابھریں گے اور معاشرہ ایک بہت بڑے طوفان فساد سے محفوظ ہو جائے گا۔

اس تجویز پر عمل کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد معاشرہ میں ایسا انقلاب آ جائے گا کہ کوئی شخص مشکل ہی سے زکوٰۃ کا مستحق رہے گا، یہ کام حکومت کو کرنا چاہیے تھا، لیکن اگر وہ اس میں کوتاہی کرتی ہے تو (جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں) مخلص مسلمانوں کو خود آگے بڑھ کر یہ کام کرنا چاہیے، ان کا مقصد نہ شہرت و نمود ہو، نہ عزت و وجاہت، نہ ووٹ اور سیاست، نہ مال و زر کی منفعت، محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور قوم کی کشتی کو بھنور سے نکالنے کے لیے اپنی ساری بدنی و ذہنی صلاحیتیں داؤ پر لگا دیں۔

مقدمہ بازی کے خلاف جہاد:

جب خواہشیں آپس میں ٹکراتی ہیں تو نتیجہ لڑائی جھگڑے اور دنگا فساد کی شکل میں نکلتا ہے اور پھر معمولی معمولی باتوں پر تھانوں اور عدالتوں کے چکر کاٹنا ہمارے معاشرے کا روزمرہ معمول بن گیا ہے، اس مقدمہ بازی سے آپس میں مستقل عداوتیں جنم لیتی ہیں، رشوت کا بازار گرم ہوتا ہے، جھوٹی شہادتوں اور غلط بیانوں کا سکہ چلتا ہے، جس سے روپیہ اور وقت بھی برباد ہوتا ہے، دین اور اخلاق بھی بگڑتا ہے اور عدل و انصاف کی قدریں پامال ہوتی ہیں، الغرض مقدمہ بازی میں نہ دین کا فائدہ ہے اور نہ دنیا کا۔ اگر بستی، محلہ کے چند ذوفہم، انصاف پسند اور دیانت دار حضرات مل کر فریقین کو سمجھا بجھا کر صلح صفائی کرا دیا کریں تو شاذ و نادر ہی عدالت تک جانے کی نوبت آئے گی اور مقدمہ بازی کی جس لعنت اور دردناک عذاب میں آج ہمارا معاشرہ پس رہا ہے اس سے ہمیں نجات مل جائے گی۔

سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھے مدینہ طیبہ کا قاضی (جج) مقرر کر دیا، میں ہر صبح مسجد نبوی (علی صاحبہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے دروازے پر جا بیٹھتا (اس وقت مسجد ہی مسلمانوں کا ہائی کورٹ تھی) چھ مہینے اسی حالت میں گزر گئے، اس عرصے میں کوئی دو آدمی میرے پاس ایک درہم کا مقدمہ لے کر بھی نہیں آئے۔

یہ ہے صحیح اسلامی معاشرہ کی تصویر، جس معاشرہ میں ہر انسان دوسرے کے حقوق ادا کرنے والا اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو، اس میں مقدمہ بازی کی نوبت کیوں آئے گی؟! اور اگر بشریت کی بنا پر دو بھائیوں کے درمیان کوئی جھگڑا یا تلخی پیدا ہو جائے تو ان کے درمیان صلح صفائی کرا دینا ضروری ہے، یہ کام بھی بستی بستی اور محلے محلے ہونا چاہیے، دردمندان قوم کو اس سے ہرگز غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

شوال کے چھ روزے..... فضائل وفوائد

عالمہ حمیرا حسین مومناتی

شوال المکرم کا مہینہ اپنی برکت وفضیلت کے ساتھ ہمارے اوپر سایہ فگن ہے۔ ماہ شوال بڑی فضیلتوں والا مہینہ ہے۔ جس کی پہلی رات لیلۃ الجائزہ ہے اور پہلا دن عیدالفطر کا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ماہ اشہرِ حج یعنی حج کے تین مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ ہے۔ اسی لئے شوال المکرم سے ہی حج کی تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں اور بہت سے لوگ ماہِ شوال میں حج کے لئے رخت سفر باندھتے ہیں۔ اس ماہ کا ایک اہم ترین کام اور عظیم الشان عمل اس کے چھ روزے ہیں جس کی احادیث مبارکہ میں بڑی ترغیب اور فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

شوال کے چھ روزوں کے فضائل:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”من صام رمضان ثم أتبعه ستًا من شوال فكأنما صام الدهر كله“ (رواه مسلم: 1164 و أبو داؤد: 2433، والترمذی:759، وابن ماجۃ:1716)

”جس نے رمضان کے (پورے) روزے رکھے، اس کے بعد شوال کے چھ (نفلی) روزے رکھے تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کے برابر ہے۔“

”عن ثوبان أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من صام ستة أيام بعد الفطر كان تمام السنة، من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها۔“ (سنن ابن ماجۃ: 1715)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے اور (اس کے بعد) شوال کے چھ روزے رکھے تو (گویا) اُس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

> **رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور (اس کے بعد) شوال کے چھ روزے رکھے تو (گویا) اُس نے پورے سال کے روزے رکھے**

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جَعَلَ اللهُ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، فَشَهْرٌ بِعَشْرَةِ أَشْهُرٍ، وَصِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ تَمَامُ السَّنَةِ۔“

(صحیح ابن خزیمہ، صحیح الترغیب، حدیث نمبر: 997)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ ایک نیکی کا ثواب دس گنا دیتا ہے، پس ایک مہینہ روزہ رکھنا دس مہینے کے برابر ہوا، اور عید کے بعد چھ دن کے روزے سال کو پورا کردیتے ہیں۔“

مسلمانوں کو ان کے ہر نیک عمل پر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کم ازکم دس گنا اجر عطا فرماتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ذکر ہے: ”مَن جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَاۚ وَمَن جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔“ (سورۃ الانعام:160)

ترجمہ: ”جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے اور جو شخص برا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔“

اسی قاعدے کے مطابق رمضان المبارک کے ایک ماہ کے روزے دس مہینوں کے برابر ہیں اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھ لئے جائیں تو یہ دو مہینوں کے برابر ہوگئے، یوں گویا رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لینے والا پورے سال روزہ رکھنے کے اجر کا مستحق ٹھہرا، دوسرے لفظوں میں اس نے پورے سال کے روزے رکھے، اور جس شخص کا یہ مستقل معمول رہا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے پوری زندگی فرض روزے کے ساتھ گزاری، اس اعتبار سے یہ چھ روزے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، اگرچہ ان کی حیثیت نفلی روزوں ہی کی ہے۔

ماہِ شوال کے چھ روزے کے فوائد:

(۱) فرض روزوں کی کوتاہیوں کی تلافی: حضرات محدثین نے لکھا ہے کہ رمضان المبارک کے فرض روزے کے ساتھ شوال المکرم کے ان چھ نفلی روزوں کو وہی نسبت اور مقام حاصل ہے جو فرض نمازوں کے ساتھ سنت ونفل نماز کو حاصل ہے ، چنانچہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روز قیامت فرائض میں پیدا شدہ نقص وکمی کو نوافل سے پورا کیا جائے گا، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: روز قیامت بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، ہمارا رب عزوجل اپنے فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ زیادہ علم رکھنے والا ہے کہ میرے بندے کی نمازوں کو دیکھو کہ اس نے پوری کی ہیں یا اس میں کوئی نقص ہے، اگر وہ مکمل ہوں گی تو مکمل لکھی جائیں گی، اور اگر اس میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو! میرے بندے کے نامہ اعمال میں نوافل بھی ہیں، اگر اس کے پاس نوافل بھی ہوں گے تو اللہ تعالی فرمائے گا: میرے بندے کے فرائض کی کمی اس کے نوافل سے پورے کرو، پھر باقی اعمال بھی اسی طرح لیے جائیں گے۔ (سنن ابوداؤد، حدیث نمبر:733) اور اس لحاظ سے دیکھئے تو اکثر لوگوں کے فرض روزوں میں کچھ نہ کچھ خلل یا کمی واقع ہو ہی جاتی ہے۔لہٰذا جو لوگ صرف رمضان کے روزے رکھ کر اس کے پورے فوائد وبرکات حاصل نہیں کر پاتے ان کو وہ فوائد شوال کے چھ روزے رکھ کر حاصل ہوجاتے ہیں۔

(۲) رمضان کے بعد شوال کے روزے رکھنا، اس بات کی دلیل اور علامت ہے کہ رمضان کے فرض روزے قبول کر لیے گئے۔ احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے نیک عمل کو قبول فرماتے ہیں، تو اس کو مزید نیک عمل کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ اس لیے بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ایک نیکی کے بعد دوسری نیکی کرنا، پہلی نیکی کی قبولیت کی علامت ہے۔ بالکل اسی طرح ایک نیکی کے بعد برائی کا ارتکاب کرنا علامت ہے کہ سابقہ نیکی شرفِ قبولیابی سے محروم رہی ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''من صام رمضان إيمانا واحتسابا، غفر له ما تقدم من ذنبه'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر:1901) ترجمہ: ''جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور خالص ثواب کی نیت سے رکھے اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' لیکن خود رمضان المبارک میں سرزد ہوئی کوتاہیوں اور لغزشوں کی مغفرت کا ایک کارگر وسیلہ اور مؤثر ترین نسخہ شوال کے روزے تجویز کئے گئے ہیں۔

(۴) رمضان کے روزہ داروں کے اجر کو عید الفطر کے دن تقسیم کیا جاتا ہے کہ اس دن کو انعام کا دن (یوم الجوائز) بھی کہا گیا ہے۔ اب عید الفطر کے بعد پھر روزہ رکھنا اس نعمت واجر پر شکرگزاری کی دلیل ہے۔ واضح رہے کہ گناہوں کی مغفرت سے بڑھ کر انسان کے لیے کوئی نعمت نہیں ہوسکتی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ یہ تھا کہ آپ عبادات وقیام لیل کا اس درجہ اہتمام فرماتے کہ پائے مبارک ورم آلود ہوجاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے وپچھلے تمام گناہ معاف فرما دیے ہیں (پھر ایسا کیوں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: کیا میں ایک شکرگزار بندہ نہ بنوں؟'' (صحیح بخاریؒ:4836۔صحیح مسلمؒ:2819)

(۵) اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو صومِ رمضان کی ادائیگی کی نعمت اور توفیق پا لینے پر ذکرِ الٰہی وتکبیر وتسبیح وغیرہ کے ذریعہ اپنی شکرگزاری کے اظہار کا خود حکم دیا ہے۔ لہٰذا رمضان کی توفیق پا لینے، اس پر تائید و اعانتِ ربانی سے مستفیض ہونے اور گناہوں کی مغفرت پر شکرگزاری میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کے بعد از خود چند روزے رکھے جائیں۔ حضرت وہیب بن الوردؒ سے اگر کسی نیکی پر مرتب ہونے والے ثواب کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو فرماتے: نیک عمل کے اجر وثواب کے بارے میں مت پوچھو، بلکہ یہ جاننے کی کوشش کرو کہ اس عمل کی ادائیگی پر شکر یہ کیسے ادا کیا جائے کہ رحمٰن ورحیم رب نے تمہیں اس کی توفیق عطا فرمائی۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ'' (الحجر: 99) اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہو شوال کے روزے رکھ کر گویا انسان شیطان کو مایوس کردیتا ہے کہ وہ رمضان کے بعد انسان کو اللہ کی عبادت سے غافل کردے گا، بلکہ شوال میں بھی اللہ کی عبادت میں مصروف ومشغول ہوکر انسان یہ پیغام دیتا ہے، کہ وہ کسی خاص دن یا مہینے نہیں، بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہنا چاہتا ہے۔

(لطائف المعارف لابن رجب:220-224)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ماہ کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، اور تا دم حیات اپنا وفادار اور اطاعت شعار بنائے رکھے۔آمین۔☆

اسرائیلی نسل کشی کے خلاف

جنوبی افریقا کا جرأتمندانہ اقدام

مولانا خورشید عالم داؤد قاسمی

مسئلہ فلسطین کو ہر عالمی پلیٹ فارم پر اٹھایا جائے:

پوری دنیا ان جنگی جرائم اور نسل کشی سے واقف ہے، جو صہیونی ریاست اسرائیل کی قابض فوج 7/ اکتوبر 2023 سے غزہ کی پٹی کے معصوم لوگوں پر فضائی حملے، میزائل اور بم گرا کر رہی ہے۔ پھر اس نے 27/ اکتوبر کو غزہ میں زمینی آپریشن شروع کیا۔ اس حملے کے آغاز سے قابض فوج فلسطینی شہریوں کو اجتماعی سزائیں دے رہی ہے۔ جنگ شروع ہونے سے اب تک 75 سے زیادہ صحافی، اقوام متحدہ کے 136 عملے اور 22835 فلسطینی شہری مارے جا چکے ہیں اور ایک بڑی تعداد میں لوگ ملبے کے نیچے دبے ہیں، جنھیں اب تک نہیں نکالا جا سکا ہے۔ بدقسمتی سے اس مہذب اور جدید دنیا کے کسی بھی ملک نے نیتن یاہو حکومت کو ایسے گھناؤنے جرائم اور نسل کشی سے روکنے کے لیے ابھی تک کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے، سوائے چند ممالک کے جنھوں نے اس کی کھلے طور پر مذمت کی ہے۔ اکیسویں صدی میں سوشل میڈیا کی طاقت کی بدولت، اگر کسی ملک کے ایک کونے میں کوئی شخص جرم کرتا ہے؛ تو دور دراز کے لوگوں کو بھی اس کا پتہ چل جاتا ہے۔ اسی طرح اس وقت غزہ اور مغربی کنارے میں قابض فوج جو جنگی جرائم اور نسل کشی کا ارتکاب کر رہی ہے، وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس وقت انسانیت کا تقاضا ہے کہ مسئلہ فلسطین کو ہر عالمی پلیٹ فارم پر اٹھایا جائے اور اسرائیلی حکومت کو ہزاروں فلسطینی شہریوں کے قتل اور اربوں ڈالر کی عمارتوں اور املاک کی تباہی کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔

جنوبی افریقا کا جرأتمندانہ قدم:

بہرحال! ''کبھی نہیں سے دیر بہتر'' جنوبی افریقا نے ایک جرأتمندانہ قدم اٹھاتے ہوئے صیہونی اور نسل پرست ریاست اسرائیل کو بین الاقوامی عدالت انصاف میں گھسیٹنے کے لیے بروز جمعرات 29/ دسمبر 2023 کو مقدمہ دائر کیا۔ یہ مقدمہ غزہ میں تقریباً تین ماہ سے جاری بے رحمانہ اسرائیلی بمباری کے بعد دائر کیا گیا ہے، جس میں یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ اسرائیل غزہ میں فلسطینیوں کے خلاف نسل کشی کا ارتکاب کر رہا ہے۔

جنوبی افریقا کی جانب سے بین الاقوامی عدالت انصاف میں 84 صفحات پر مشتمل عرضی جمع کرائی گئی ہے۔ اس کے نکات کی تفصیلات میں جانے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فلسطینی کاز کی حمایت کے حوالے سے جنوبی افریقا کی حزب اقتدار ''افریقن نیشنل کانگریس'' کی کوششوں پر ایک نظر ڈالیں؛ جب کہ جنوبی افریقا کے پہلے منتخب صدر جناب نیلسن منڈیلا (1918ء-2013ء) اس حوالے سے سرفہرست نظر آتے ہیں۔ فلسطین کے سلسلے میں جنوبی افریقا کا موقف بالکل واضح ہے کہ وہ فلسطین کی آزادی تک اس کی حمایت کرتا رہے گا، جیسا کہ مسٹر منڈیلا نے کہا تھا: ''ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ فلسطینیوں کی آزادی کے بغیر ہماری آزادی نامکمل ہے۔'' یہاں اس بات کا تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی افریقا کا خیال ہے کہ فلسطینیوں کے ساتھ 75 سال سے جو سلوک کیا جا رہا ہے، وہ اس کے ملک میں نسلی امتیاز پر مبنی برٹش حکومت سے قوی مشابہت رکھتا ہے، جو 1994ء میں ختم ہوئی، ملک آزاد ہوا اور جمہوری طور پر مسٹر منڈیلا ملک کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ ابھی پچھلے مہینے کی بات ہے کہ جنوبی افریقا کے قانون سازوں نے ''پریٹوریا'' میں واقع اسرائیلی سفارت خانہ بند کرنے اور جنگ بندی پر اتفاق ہونے تک تمام سفارتی تعلقات معطل کرنے کے حق میں ووٹ دیا ہے۔

جنوبی افریقا نے اس عرضی میں، غزہ میں اسرائیل کے جنگی اقدامات کو ''نسل کشی'' قرار دیا ہے؛ کیونکہ ان اقدامات کا مقصد فلسطین کے قومی اور نسلی گروہ کے ایک بڑے حصے کو تباہ کرنا ہے۔ عدالت میں جمع کرائی گئی درخواست میں جن نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے، وہ یہ بھی ہیں کہ

’’اسرائیل کی 75 سالہ نسل پرستی کے دوران فلسطینیوں کے خلاف جاری نسل کشی کی کارروائیوں کو وسیع تر تناظر میں دیکھنا، فلسطینی سرزمین پر اس کے 56 سالہ جارحانہ قبضے اور 16 سالہ طویل عرصے سے غزہ کی ناکہ بندی، بشمول اس سے منسلک بین الاقوامی قانون کی جو خلاف ورزیاں کی جارہی ہیں، مزید چوتھے جنیوا کنونشن کی سنگین خلاف ورزیاں اور دیگر جنگی جرائم اور انسانیت کے خلاف جرائم وغیرہ۔‘‘ عدالت سے یہ بھی درخواست کی گئی ہے کہ وہ کنونشن کے تحت فلسطینی عوام کے حقوق کو مزید ناقابل تلافی اور سخت نقصان سے بچانے کے لیے عارضی اقدامات کی نشاندہی کرے۔

کیا یہ نسل کشی ہے؟

جنوبی افریقا کو بین الاقوامی عدالت انصاف میں اپنے اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے دلائل پیش کرنا ہوں گے کہ اسرائیلی قابض افواج غزہ کی پٹی میں بے گناہ فلسطینیوں کے خلاف جو کارروائیاں کررہی ہیں، وہ نسل کشی ہے۔ نسل کشی کنونشن کے آرٹیکل 2 کے مطابق:

’’وہ کارروائیاں نسل کشی میں شامل ہوں گی جو کسی قومی، نسلی یا مذہبی گروہ کو مکمل طور پر یا جزوی طور پر تباہ کرنے کے ’ارادے‘ کے ساتھ کی گئی ہوں۔‘‘

یہ بات عالمی میڈیا نے ریکارڈ کی ہے کہ گزشتہ تین مہینے سے اسرائیلی قابض فوج نے غزہ کی پٹی میں شہریوں کے گھروں، مساجد، گرجا گھروں، اسکولوں، یونیورسٹیوں، اسپتالوں، شاپنگ سینٹرز وغیرہ کو مسمار کیا ہے۔ انھوں نے بچوں، خواتین اور بزرگوں سمیت ہزاروں شہریوں کا قتل کیا ہے۔ غزہ کی تقریباً پچاسی فیصد آبادی بے گھر ہوچکی ہے۔ انھیں خوراک کی کمی کا سامنا ہے۔ اسرائیلی حکومت نے غزہ میں پانی اور بجلی کی سپلائی بند کررکھی ہے۔ کوئی بھی شخص اپنی کھلی آنکھوں سے غزہ کی سرزمین پر تباہی دیکھ سکتا ہے؛ لیکن بین الاقوامی عدالت انصاف میں نسل کشی ثابت کرنے کے لیے یہ کافی نہیں ہے۔ اہم نکتہ یہ ہے کہ مدعی، جو اس مقدمہ میں جنوبی افریقا ہے، کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اسرائیلی افواج کی یہ تباہ کن کارروائیاں ’’عزم وارادہ کے ساتھ‘‘ کی گئی ہیں۔

عدالت میں الزام کو ثابت کرنے کے لیے مدعی (جنوبی افریقا) نے اسرائیلی حکام وغیرہ کے بیانات سے دلائل دینے کا فیصلہ کیا ہے؛ کیوں کہ ان کے عزم وارادے، ان کے بیانات میں بالکل عیاں نظر آتے ہیں، مثلا اسرائیلی صدر اسحاق ہرزوگ نے کہا: ’’غزہ میں کوئی بے گناہ نہیں ہے۔‘‘ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے حماس کے خلاف اسرائیلی جنگ کو بائبل کے عمالقہ کے خلاف لڑی جانے والی جنگ سے تشبیہ دی، جس میں کسی بھی شہری کی جان بخشی سے منع کیا گیا تھا۔ اسرائیلی وزیر دفاع یوآو گیلنٹ نے کہا: ’’اسرائیل غزہ کے لوگوں کو اجتماعی سزا دے گا؛ کیونکہ وہ انسانی جانور ہیں۔‘‘ اسرائیلی ثقافتی ورثہ کے وزیر امیچائی الیاہو نے مشورہ دیا تھا کہ ’’اسرائیل کو غزہ پر ایٹم بم گرا دینا چاہیے!‘‘ ان کے علاوہ وزیر خارجہ، قومی سلامتی کے وزیر اتمار بین گویر، وزیر زراعت ایوی ڈیکٹر، دیگر سیاسی لوگ، فوجی حکام، عوامی شخصیات وغیرہ کے زہریلے بیانات بھی شامل ہیں۔

جنوبی افریقا کے الزام کی حقیقت اور قانونی بنیاد جاننے اور ان کے دلائل کی مضبوطی کا تجزیہ کرنے کے لیے ہم امریکا کے نیویارک سے شائع ہونے والے مشہور روزنامہ ’’دی وال اسٹریٹ جرنل‘‘ کی ایک رپورٹ پر نظر ڈالتے ہیں جو غزہ میں، اسرائیلی فوج کی طرف سے انجام دی گئی تباہیوں کے حوالے سے 30/ دسمبر 2023ء کو شائع کی گئی ہے۔ رپورٹ کا ایک حصہ درج ذیل ہے:

روزنامہ کی رپورٹ میں ہے کہ غزہ کے 36 ہسپتالوں میں سے اب زیادہ تر غیر فعال ہیں، صرف آٹھ ہیلتھ کیئر سینٹرز باقی رہ گئے ہیں جو غزہ کی آبادی کی خدمت کررہے ہیں۔ غزہ کے تاریخی امتیازی آثار بشمول بازنطینی دور کے گرجا گھروں، مساجد، فیکٹریوں، عمارتوں، اسکولوں، ہوٹلوں، شاپنگ سینٹرز کے ساتھ ساتھ بجلی اور پانی کے ذرائع جیسی اہم سہولیات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ غزہ کی تقریباً پچاسی فیصد آبادی بے گھر ہوچکی ہے اور اس علاقے میں اکیس ہزار سے زیادہ افراد اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ شکاگو یونیورسٹی میں پولیٹیکل سائنس کے پروفیسر اور فضائی بمباری کی تاریخ کے ماہر رابرٹ پیپ کا بیان جرنل نے نقل کیا ہے: ’’غزہ ڈریسڈن (جرمنی) جیسے شہروں اور دوسری جنگ عظیم کے دوران بمباری سے تباہ ہونے والے دیگر شہروں کے ساتھ تاریخ میں داخل ہوگا۔‘‘ عالمی بینک کی 12/ دسمبر کی ایک اشاعت کے حوالے سے رپورٹ میں ہے کہ غزہ میں 77 فیصد صحت کی سہولیات، 72 فیصد عوامی عمارتیں، بشمول پارکس، عدالتیں اور لائبریریاں، 68 فیصد مواصلاتی انفراسٹرکچر اور غزہ کا تقریباً پورا صنعتی

زون تباہ ہو چکا ہے۔ اسرائیلی جارحیت کو واضح کرنے کے لیے روزنامہ نے اس حقیقت کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی ہے کہ امریکا نے عراق پر 2004ء سے 2010ء کے دوران 3687 بم گرایا تھا؛ جب کہ اسرائیل نے غزہ پر سات اکتوبر سے تقریباً 29000 بم گرایا ہے۔

وال اسٹریٹ جرنل کی رپورٹ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی افریقا کے دلائل قوی ہیں؛ کیوں کوئی بھی باشعور شخص سمجھ سکتا ہے کہ اسرائیل نے غزہ میں ایسے اقدامات فلسطینیوں کو تباہ کرنے کے عزم وارادے سے ہی اٹھائے ہیں۔ بہرحال! جنوبی افریقا نے بین الاقوامی عدالت انصاف سے ایک فوری حکم نامے کی درخواست یہ واضح کرتے ہوئے کی تھی کہ اسرائیل حماس کے خلاف کریک ڈاؤن میں ”1948ء کے نسل کشی کنونشن“ کے تحت اپنی ذمہ داریوں کی خلاف ورزی کررہا ہے۔ عدالت نے 3/جنوری 2024ء کو یہ واضح کیا کہ وہ 11 اور 12/جنوری 2024ء کو غزہ جنگ کے سلسلے میں اسرائیل کے خلاف جنوبی افریقا کی جانب سے شروع کی گئی کارروائی میں عوامی سماعت کرے گی۔

آئی سی جے کیا ہے؟

آئی سی جے یا بین الاقوامی عدالت انصاف اقوام متحدہ کی ایک سول عدالت ہے، جو نیدرلینڈ کے تیسرے بڑے شہر ”دی ہیگ“ میں واقع ہے۔ یہ عدالت ملکوں کے درمیان تنازعات کا فیصلہ کرتی ہے۔ اسے ”عالمی عدالت“ بھی کہا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ کے رکن کی حیثیت سے جنوبی افریقا اور اسرائیل دونوں ہی اس عدالت کے پابند ہیں۔ سماعت کے بعد یہ عدالت ہنگامی اقدامات کے وقت عام طور پر ایک دو ہفتے میں فیصلہ صادر کرتی ہے۔ اس کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے؛ لیکن یہ اپنے فیصلے کے نفاذ میں، فریق مخالف کو مجبور نہیں کرسکتی۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مقدمہ فلسطین کے مفاد میں ہے؛ کیوں کہ دنیا کی حکومتیں، جو اقوام متحدہ کی ارکان ہیں، اس کے نتائج کو قبول کرسکتی ہیں اور اس سے اقوام متحدہ کی طرف سے پیش کی جانے والی پالیسیوں پر اثر پڑتا ہے۔ یہ جنگ بندی کے سلسلے میں بھی ایک کردار ادا کرسکتا ہے۔ اس مقدمہ سے اسرائیل کے جنگی جرائم قانونی طور پر دستاویزی شکل میں محفوظ ہوجائیں گے۔ یہ جنوبی افریقا کے مفاد میں بھی ہے؛ کیوں کہ یہ جنوبی افریقا کی ”انسانیت کے دفاع میں اپنے سفارتی اثر ورسوخ کو استعمال کرنے“ کے فیصلے کی ایک مثال ہوگی، جیسا کہ جنوبی افریقا کی وزارت خارجہ کے ترجمان کلیسن مونییلا نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ”ایکس“ پر لکھا ہے۔ یہ واضح رہے کہ آئی سی جے ”دی ہیگ“ میں واقع ”آئی سی سی“ (انٹرنیشنل کریمنل کورٹ) سے مختلف ہے، جو جنگی جرائم، نسل کشی وغیرہ کے بین الاقوامی جرائم کا مقدمہ افراد کے خلاف چلاتی ہے۔

جنوبی افریقا کے اقدام پر اسرائیل کا ردِّعمل:

جنوبی افریقا کے اس اقدام کے بعد کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ اسرائیلی حکومت اس کیس پر زیادہ توجہ نہیں دے گی اور عدالت میں پیش ہونے سے گریز کرے گی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس اچانک اقدام سے اسرائیلی حکومت کو ایک زبردست دھچکا لگا ہے اور وہ حیران وپریشان ہے۔ وہ اپنے ملک کے خلاف الزامات کے دفاع کے لیے عدالت میں پیش ہونے کی تیاری کررہی ہے۔ اس الزام کو مسترد کرتے ہوئے اسرائیل نے ایک بیان میں اسے ”بے بنیاد اور نفرت انگیز“ قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں اسرائیل کے وزیر خارجہ کا بیان ”ایکس“ پر پوسٹ کیا گیا ہے: ”جنوبی افریقا کے دعوے میں حقائق اور قانونی دونوں بنیادوں کا فقدان ہے اور یہ عدالت کا گھٹیا اور توہین آمیز استحصال ہے۔“ مزید برآں! اب اسرائیل کو بھی انسانیت یاد آگئی ہے؛ چناں چہ اس نے ایک بیان جاری کیا ہے کہ غزہ کے باشندے دشمن نہیں ہیں اور وہ ہر ممکن کوشش کررہا ہے کہ نقصانات ان لوگوں کو نہ پہنچے جو اس میں شامل نہیں ہیں اور غزہ کی پٹی میں انسانی امداد کے داخل ہونے کی اجازت دے رہا ہے۔ یہ بیان بہت حد تک جھوٹ پر مبنی ہے جس سے لوگوں کو دھوکہ دینے کوشش کی جارہی ہے؛ کیوں کہ یہی اسرائیلی حکومت ہے جس نے جنگ شروع ہوتے ہی اسرائیل میں کام کرنے والے غزہ کے شہریوں کی پرمٹ کینسل کی تھی اور آج بھی غزہ میں لوگ خوراک کی بڑی قلت محسوس کر رہے ہیں۔ عالمی عدالت کو اسرائیلی حکام کو عدالت میں بلانا چاہیے اور الزام کی حقیقت جاننے کے لیے جھوٹ پکڑنے والا آلہ استعمال کرنا چاہیے۔ لیکن افسوس کہ وہ اپنے عہدے کی وجہ سے عدالت میں بلائے جانے سے مستثنیٰ ہیں!

امریکا کا دوہرا معیار:

بین الاقوامی عدالت انصاف کے مثبت جواب کے بعد امریکا کی بائیڈن انتظامیہ کو

صہیونی ریاست کو تحفظ فراہم کرنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا؛ کیوں کہ اس کے ویٹو کی طاقت آئی سی جے میں کام نہیں کرے گی۔ اس نے 4/جنوری 2024ء کو ایک بیان جاری کیا ہے کہ جنوبی افریقا کی درخواست بے بنیاد ہے۔ بائیڈن انتظامیہ حماس کی کارروائی کو ''نسل کشی کا دہشت گردانہ خطرہ'' قرار دے رہی ہے؛ لیکن وہ جنوبی افریقا کی طرف سے اسرائیل کے خلاف لگائے گئے نسل کشی کے الزام کو بے بنیاد بتا رہی ہے۔ یہ دوہرا معیار ہے۔ امریکی قومی سلامتی کونسل کے ترجمان جان کربی نے جنوبی افریقا کی عرضی کو ''بے بنیاد، نقصاندہ اور مکمل طور پر بغیر کسی بنیاد کے'' قرار دیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا: ''اسرائیل فلسطینی عوام کو نقشے سے مٹانے کی کوشش نہیں کر رہا ہے۔ اسرائیل غزہ کو نقشے سے مٹانے کی کوشش نہیں کر رہا ہے۔ اسرائیل نسل کشانہ دہشت گردی کے خطرے سے اپنے دفاع کی کوشش کر رہا ہے۔ لہٰذا اگر ہم اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں، تو ٹھیک ہے۔ ہمیں اسے مناسب طریقے سے استعمال کرنا چاہیے۔''

کوئی بھی عقلمند شخص بائیڈن انتظامیہ کے بیان میں ہمیشہ کی طرح تعصب محسوس کرے گا؛ کیوں کہ وہ اسرائیل پر حماس کے حملے کو ''نسل کشی کا دہشت گردانہ خطرہ'' قرار دے رہی ہے اور وہ غزہ میں اسرائیلی افواج کے حملوں کو دفاع کی کوشش کہہ رہی ہے؛ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ غزہ تباہ ہو چکا ہے، پچاسی فیصد آبادی بے گھر ہو چکی ہے۔ اسرائیلی حکام، صدر، وزیر اعظم، وزراء، سیاستدانوں اور عوامی شخصیات کے بیانات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کا عزم وارادہ غزہ کے شہریوں کو تباہ کرنے کا ہے۔ یہ نسل کشی نہیں تو اور کیا ہے؟

اسرائیلی حملے پر بین الاقوامی اداروں، انسانی حقوق کی تنظیموں اور ماہرین کا ردعمل:

امریکی قومی سلامتی کونسل کے ترجمان نے جنوبی افریقا کی عرضی کو ''بے بنیاد'' قرار دیا ہے۔ اب ایک سوال ہے کہ کیا صرف جنوبی افریقا نے اسرائیل پر نسل کشی کا الزام لگایا ہے؟ نہیں، ایسا نہیں ہے؛ بلکہ بہت سی بین الاقوامی تنظیمیں، انسانی حقوق کی تنظیمیں اور ماہرین بھی ہیں جنھوں نے غزہ میں اسرائیل کے اقدامات کو جنگی جرائم، نسل پرستی، نسل کشی قرار دیا ہے اور آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ ہاں! یہ حقیقت ہے کہ جنوبی افریقا ہی وہ واحد ملک ہے جس نے عالمی عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کی جرأت کی ہے۔ غزہ میں اسرائیل کی جارحیت پر انسانی حقوق کی تنظیموں اور ماہرین کا ردعمل بھی ملاحظہ فرمائیے!

انسانی حقوق کی تنظیموں نے کہا ہے کہ فلسطینیوں کے خلاف اسرائیلی پالیسیاں نسل پرستی کے مترادف ہیں۔ اقوام متحدہ کی ایجنسیوں سمیت بین الاقوامی تنظیموں نے ممکنہ جنگی جرائم کے خطرے سے آگاہ کیا ہے۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ادارے نے نومبر میں اسرائیل اور مقبوضہ علاقوں میں ہونے والے جنگی جرائم اور انسانیت کے خلاف جرائم کے الزامات کی فوری، شفاف اور آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ کیا تھا جو 7/اکتوبر 2023ء اور اس کے بعد ہوئے ہیں۔''

اقوام متحدہ کے 36 ماہرین کے ایک گروپ نے 16/نومبر 2023ء کو بین الاقوامی برادری سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ''فلسطینی عوام کے خلاف نسل کشی کو روکے'' اور 7/اکتوبر سے اسرائیل کے جو اقدامات ہیں انہیں ''نسل کشی'' قرار دیا۔ انھوں نے ایک بیان میں مزید کہا: ''ہم حکومتوں کی طرف سے ہماری آواز پر عمل نہ کرنے اور فوری طور پر جنگ بندی کرانے میں ناکامی سے بہت پریشان ہیں۔ ہمیں غزہ کی محصور آبادی کے خلاف اسرائیل کی جنگی حکمت عملی میں بعض حکومتوں کی حمایت اور نسل کشی کو روکنے کے لیے عالمی نظام کے متحرک نہ ہونے پر بھی گہری تشویش ہے۔''

صہیونیت زدہ لوگوں کا خیال:

بہت سے صہیونیت زدہ لوگوں کو 7/اکتوبر 2023ء کو حماس کا حملہ یاد ہے۔ ان کا یہ خیال ہے کہ آج جو کچھ ہو رہا ہے، وہ اسرائیل پر حماس کے حملے کی وجہ سے ہے۔ لیکن انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ مسئلہ فلسطین 7/اکتوبر 2023ء سے شروع نہیں ہوا ہے۔ فلسطین پر صہیونی ریاست کا طویل عرصے سے غاصبانہ قبضہ ہے اور اس کے شہری 75 سال سے صہیونی ریاستی افواج کے حملوں کا شکار ہیں۔ حماس نے جو اسرائیل پر حملہ کیا ہے، اس کی وجوہات میں سے مسجد اقصیٰ کو یہودیانے کی کوشش، غزہ کی ناکہ بندی، مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں یہودی بستیوں کی توسیع، معصوم فلسطینی عوام پر تشدد وغیرہ ہیں۔ یہ بھی اہم بات ہے کہ صہیونی آبادکاری کی توسیع غزہ، مقبوضہ مغربی کنارہ اور مشرقی یروشلم پر مشتمل، مستقبل کی فلسطینی ریاست کے قیام میں، سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ بہر حال! دنیا کے امن پسند لوگ جنوبی افریقا کی جرأت اور حوصلے پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ انھیں امید ہے کہ یہ اہم قدم اسرائیل کو اس کے جنگی جرائم کے لیے جوابدہ ٹھہرانے اور فلسطینیوں کے خلاف فوری جنگ بندی کے حصول میں معاون ثابت ہوگا۔ ☆☆

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

قسط:۷

ازافادات:..... حضرت فیروزعبداللہ میمن مدظلہ

عشقِ مجازی سے ارتداد تک: حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عجیب واقعہ پر سخت تعجب ہوا اور حسرت سے رونا شروع کیا۔شیخ بھی ہمارے ساتھ رورہے تھے۔پھرمجبور ہوکرہم اپنے وطن بغداد کی طرف لوٹے۔اس کے بعد تمام خانقاہیں بند ہوگئیں اور ہم ایک سال تک اسی حسرت و افسوس میں شیخ کے فراق میں روتے رہے۔ایک سال بعد جب مریدوں نے ارادہ کیا کہ چل کر شیخ کی خبرلیں کہ کس حال میں ہیں تو ہماری ایک جماعت نے سفرکیا۔اسی گاؤں والوں نے بتایا کہ اس نے سردار کی لڑکی سے منگنی کی تھی،اس کے باپ نے اس شرط پرمنظور کرلیا کہ عیسائی ہوجاؤ اور ہمارے سُور چَرانے ہوں گے، لہٰذا جنگل میں سُور چرانے کی خدمت پر مامور ہے۔چنانچہ جنگل جاکر تلاش کیا تو دیکھا کہ عیسائیوں کا لباس پہنے ہوئے ہیں، سامنے خنزیروں کی ایک بڑی قطار ہے،عصا ہاتھ میں ہے جس سے خطبہ دیتے وقت سہارا لیتے تھے اور سُور چرارہے ہیں۔خدام نے آکر شیخ سے ملاقات کی،حضرت شبلیؒ نے عرض کیا:اے شیخ!اس علم و فضل اور حدیث وتفسیر کے ہوتے ہوئے آج تمہارا کیا حال ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ میرے بھائیو! میں اپنے اختیار میں نہیں۔میرے مولیٰ نے مجھے جیسا چاہا ویسا کردیا اور اس قدر مقرب بنانے کے بعد جب چاہا کہ مجھے اپنے دروازہ سے دور پھینک دے تو پھر اس کی قضا کو کون ٹالنے والا ہے؟اے عزیزو! خدائے بے نیاز کے قہروغضب سے ڈرو! اپنے علم وفضل پر مغرور نہ ہو۔خدام نے پوچھا کہ حضرت! آپ کو کچھ قرآن شریف بھی یاد ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ ہاں ایک آیت یاد ہے، حالانکہ حافظِ قرآن اور سبعہ کے قاری تھے: وَمَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ○ (سورۃ البقرۃ: آیۃ ۱۰۸)

> **جس نے ایمان کے بدلہ میں کفر اختیار کیا تحقیق وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہوگیا۔(القرآن)**

ترجمہ: جس نے ایمان کے بدلہ میں کفر اختیار کیا تحقیق وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہوگیا۔پھر پوچھا کہ کوئی حدیث یاد ہے؟ کہا کہ صرف ایک حدیث یاد ہے حالانکہ ان کو تیس ہزار احادیث یاد تھیں: مَنۡ بَدَّلَ دِيۡنَهٗ فَاقۡتُلُوۡهُ۔ جوشخص اپنا دین بدل ڈالے اس کو قتل کرڈالو۔اور کچھ یاد نہیں۔اس کے بعد آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر کہا کہ اے میرے مولیٰ! میرا گمان تو تیرے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تُو مجھے ذلیل وخوار کر کے اپنے دروازے سے نکال دے گا۔یہ کہہ کر خدائے تعالیٰ سے استغاثہ کرنا اور رونا شروع کر دیا، مریدین نے بھی اللہ سے رونا شروع کردیا،خنزیران کارونا اوران کی دردناک آوازسن کران کے پاس جمع ہوگئے اور انہوں نے بھی رونا اور چلانا شروع کردیا۔

تکبر اور بدنظری کا وبال: حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں ہم نے یہ حال دیکھ کرشیخ کو وہیں چھوڑا اور بغداد کا قصد کیا، ابھی تین منزل طے کرنے پائے تھے کہ ایک نہر کے قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ نہر کی طرف سے غسل کئے ہوئے ایک سفید چادر کا تہبند مسلمانوں کی طرح باندھے ہوئے آرہے ہیں۔جب پاس آئے تو کہا: ’’اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ‘‘ اس وقت ہماری مسرت کا اندازہ وہی شخص کرسکتا ہے جس کو ہماری مصیبت کا اندازہ ہو۔اس کے بعد شیخ سے دریافت کیا کہ حضرت! یہ کیا واقعہ تھا؟ تو شیخ نے فرمایا کہ جب میں اس گرجے کے پاس سے گزرا اور ان عیسائیوں کو دیکھا تو میں نے ان کو بہت حقیر سمجھا، مجھے اسی وقت ایک غیبی آواز دی گئی کہ یہ ایمان و توحید کچھ تمہارا ذاتی کمال نہیں، سب کچھ ہماری توفیق سے ہے،کیا تم اپنے ایمان کو اپنے اختیار

میں سمجھتے ہو جواُن کو حقیر سمجھتے ہو، اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں ابھی بتلادیں۔اسی وقت مجھے احساس ہوا کہ میرے اندر سے ایک نور نکلا اور غائب ہوگیا، جو درحقیقت ایمان تھا اور میرے باطن میں ظلمت ہی ظلمت چھاگئی۔اس کے بعد ظاہر سامان یہ ہوا کہ وہاں کنویں پر ایک عیسائی لڑکی پانی بھر رہی تھی، میں اس پر عاشق ہوگیا، میں نے اس کو نکاح کا پیام دیا، اس نے شرط لگائی کہ ہمارے سُور چراؤ۔اب تمہاری ملاقات کے بعد میں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ! اب تو بہت سزا مل گئی، اب تو معاف کیا جائے۔تو میں نے دیکھا کہ میرا وہی نور جو میرے اندر سے نکلا تھا، پھر میرے اندر داخل ہوگیا اور مجھے اسلام کی توفیق ہو گئی۔(واقعہ بحوالہ انفاس عیسیٰ ج ۲ ص ۲۸۵؛ آپ بیتی ج ا ص ۷۹۶)

دوستو! عبرت حاصل کرو: یہ دونوں واقعات کتنے عبرتناک ہیں! یہ آج کے دور میں موبائل کی خرافات پر بالکل فٹ آتے ہیں۔شاید کسی کو موبائل کے بارے میں میری باتیں بُری لگیں، مگر یہ واقعی فتنے کے روپ میں سامنے آرہا ہے اور اکابر اس پر تنبیہ فرمارہے ہیں۔شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم بارہا اپنے بیانات میں اس کو اس دور کا بڑا فتنہ فرماچکے ہیں۔جو احباب دین پر چل رہے ہیں یا دین پر چلنے کی فکر رکھتے ہیں، الا ماشاءاللہ، اکثر کا یہ حال ہے کہ ان کو اس میں برائی نہیں لگتی حالانکہ کتنے ہی گناہوں کو اس موبائل نے اپنے اندر سمیٹ لیا ہے اور خاص کر بدنظری کے گناہ میں مبتلا ہونے کو بہت عام اور آسان کردیا ہے۔

اسمارٹ فون: بے حیائی وفحاشی کا طوفان

بے حیائی کو فروغ: موبائل، نیٹ، میڈیا سے فحاشی اور عریانی کو فروغ مل رہا ہے۔خواتین میں مختصر اور فحش لباس اسی ذریعہ سے متعارف اور عام ہوگیا۔آج ماں بہن بہو بیٹیاں خود مبتلا ہیں تو سوچیں وہ اپنی بیٹیوں کو کیا پہنائیں گی؟ اور کیا بیٹی کی بے حیائی پر کبھی کچھ بول سکیں گی؟ اسی موبائل پر ہماری بیٹیوں نے ناچ، گانا بھی سیکھا۔ناچنے والی عورت کو کیا کہا جاتا ہے؟ کوئی شریف آدمی زبان پر وہ لفظ نہیں لاتا، اب سوال یہ ہے کہ ہماری بہو، بیٹی، بیوی اور ماں بھی تو ناچتی ہیں، انہیں کیا کہا جائے گا؟

تم سے پوچھا جائے گا: پیارے شیخ حضرت والاؒ فرماتے تھے کہ دوستو! اللہ کی نافرمانی سے خود بھی بچو اور اپنے گھر میں بھی نہ ہونے دو۔خود تو بچنا ہی ہے مگر گھر والوں کو بھی بچانا ہے۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا﴾ (سورۃ التحریم: آیۃ ۶)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔''

اور حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔ متفق عليه))

(مشکوٰۃ المصابیح (قدیمی)، کتاب الامارۃ والقضاء؛ ص ۳۲۱)

گھر کا جو بڑا ہوتا ہے وہ مسئول ہوگا، اللہ کے یہاں اس سے سوال کیا جائے گا۔اور اگر کبھی کوئی ایسی صورتِ حال درپیش ہو کہ کچھ نہ سمجھ میں آئے تو کسی اللہ والے سے مشورہ کرلو۔کسی کے گھر میں ٹی وی، کیبل، انٹرنیٹ وغیرہ جیسی چیزیں ہوں اور آج کل ان سب کا مجموعہ اسمارٹ فون جیسا سانپوں کا پٹارہ موجود ہو، خود نہیں مٹا سکتے تو اس کو مٹانے کے لئے اللہ والوں سے مشورہ کرو۔

بڑوں کا برین واش: میڈیا نے، موبائل نے گھر کے بڑوں کا بھی ایسا برین واش کیا ہے کہ ان کو اپنی اولاد کا نامناسب لباس، غلط تعلقات، فلمیں دیکھنا، ریسلنگ میں نیم برہنہ مَردوں کو دیکھنا کچھ بُرا نہیں لگتا۔گرمیوں کی چھٹیوں میں سب کزن مل کر گندی فلمیں دیکھتے ہیں، والدین گونگے بنے بیٹھے رہتے ہیں، بعض دفعہ تو خود بھی ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔جب بڑے خود گناہوں میں مبتلا ہوں تو چھوٹوں کو کیسے منع کریں گے۔حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا: دیوث کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَلَّذِیْ لَایُبَالِیْ مَنْ دَخَلَ عَلٰۤی اَهْلِهٖ (جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کے گھر کی عورتوں کے پاس کون آتا جاتا ہے۔)(شعب الایمان للبیہقی: جزء ۱۳ ص ۲۶۱، رقم ۱۰۳۱۰) ملّاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جو اپنی عورتوں کو برائی میں، کسی گناہ میں مبتلا دیکھے اور انہیں اس سے منع نہ کرے تو یہ بھی دیوث ہے۔گھر کے بڑے اس حدیث شریف کو پڑھ کر غور کریں کہ ان کے گھر کی خواتین کس قسم کی نافرمانیوں میں مبتلا ہیں؟ نامحرم سے کتنا پردہ کرتی ہیں؟ اپنی نافرمانی پر تو جوتا لے کر دوڑاتے ہیں اور اللہ کی نافرمانیوں پر کچھ نہیں کہتے، خاموش بیٹھے رہتے ہیں بلکہ خود بھی شریک ہوجاتے ہیں۔

(جاری ہے)

قادیانیت

متنازع فیصلے کے خلاف دائر نظر ثانی پٹیشنز کی سماعت

جناب نوید مسعود ہاشمی

قادیانیوں کے متعلق سپریم کورٹ کے چھ فروری کے متنازع فیصلے کے خلاف دائر نظر ثانی پٹیشنز کی دوسری سماعت 28 مارچ بروز جمعرات کو ہوئی۔ چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کی سربراہی میں جسٹس عرفان سعادت خان اور جسٹس نعیم اختر افغان پر مشتمل سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ نے حکومت پنجاب، جمعیت علمائے اسلام، تحریک تحفظ ناموس رسالت پاکستان، جماعت اسلامی اور دیگر کی جانب سے دائر نظر ثانی پٹیشنز کی سماعت کی۔ حکومت پنجاب کی جانب سے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، جمعیت علمائے اسلام اور تحریک تحفظ ناموس رسالت پاکستان کی جانب سے سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ سینیٹر کامران مرتضیٰ جبکہ جماعت اسلامی کی جانب سے جسٹس (ر) شوکت عزیز صدیقی عدالت عظمیٰ کے روبرو پیش ہوئے۔ سماعت کے آغاز پر چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس قاضی فائز عیسیٰ نے ریمارکس دیئے کہ ”ہم وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ فوجداری مقدمات میں نظر ثانی کی پٹیشن صرف ریاست، مدعی مقدمہ اور ملزم کی جانب سے دائر کی جاسکتی ہے۔ ان کے علاوہ کوئی اور فوجداری مقدمات میں فریق نہیں بن سکتا۔ اس مرحلے پر ہم مذکورہ کیس میں کسی کے بھی فریق بننے کی درخواست منظور نہیں کررہے۔ ہم کسی کو بھی اس کیس میں فریق بنائے بغیر بھی رائے پیش کرنے کا موقع دیں گے۔“ ہم نے اسلامی نظریاتی کونسل سمیت دس دینی اداروں سے اپنے چھ فروری کے فیصلے کے متعلق رائے طلب کی تھی۔ ان تمام کی رائے آچکی ہے۔ المورد نے کہا ہے کہ ہم بطور ادارہ اس متعلق کوئی رائے نہیں دے سکتے۔ جس بھی جماعت، تنظیم یا شخصیت نے مذکورہ کیس میں فریق بننے کی درخواست دی ہے، وہ تمام اپنے تحریری دلائل مقررہ مدت کے اندر جمع کرائیں۔ ہم زبانی دلائل نہیں سنیں گے۔ تحریری دلائل کی روشنی میں ہمارے کوئی سوالات ہوئے تو آئندہ تاریخ سماعت پر صرف ان کے جوابات سنیں گے۔ تحریری دلائل کی روشنی میں ہم یہ بھی فیصلہ کریں گے کہ کسی کو اس کیس میں فریق بنانا ہے یا نہیں۔ چیف جسٹس نے مزید ریمارکس دیئے کہ ”ہم شائد علمائے کرام اور مذہبی شخصیات سے زیادہ آئین وقانون کو سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں کوئی آئین وقانون نہ بتائے۔ ہمیں قرآن وسنت اور شرعی احکام کے متعلق عبور حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا علمائے کرام اور مذہبی شخصیات اپنے دلائل کو صرف قرآن وسنت اور شرعی احکام تک محدود رکھتے ہوئے ہماری رہنمائی کریں۔“ دوران سماعت ایک درخواست گزار کی جانب سے مداخلت کئے جانے پر چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ نے اظہار برہمی کرتے ہوئے ریمارکس دیئے کہ: ”ہمیں ہر موقع پر اخلاقیات کا خیال رکھنا چاہئے۔ سب سے بہتر اخلاق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ ہم ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہم صرف ان کی نقل کرسکتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہر موقع پر جس حد تک بھی ممکن ہو، ان کی نقل کریں۔ آئین پاکستان نے کسی بھی عدالتی فیصلے کے خلاف نظر ثانی کا جو حق دیا ہے، یہ بہت خوبصورت حق ہے۔ اس حق کو استعمال کرتے ہوئے کسی بھی فیصلے میں کی گئی غلطی کی اصلاح کی

> ”جس بھی جماعت، تنظیم یا شخصیت نے مذکورہ کیس میں فریق بننے کی درخواست دی ہے، وہ تمام اپنے تحریری دلائل مقررہ مدت کے اندر جمع کرائیں۔ ہم زبانی دلائل نہیں سنیں گے۔“
>
> (چیف جسٹس آف پاکستان)

جاسکتی ہے۔ اگر ہم سے فیصلے میں کوئی غلطی ہوئی ہے تو ہم اس کی اصلاح کریں گے۔ ڈنڈے اٹھا کر فساد کرنے سے بہتر ہے کہ مناسب راستہ اختیار کیا جائے۔‘‘ جماعت اسلامی کے وکیل جسٹس (ر) شوکت عزیز صدیقی نے موقف اختیار کیا کہ ’’مذکورہ کیس میں فوجداری مقدمے کے متعلق جس حد تک تعلق ریاست، مدعی مقدمہ اور ملزم کا ہے، ہم اس متعلق کوئی بحث نہیں کریں گے۔ ہمارا اعتراض چھ فروری کے فیصلے کے پیرا نمبر چھ سے دس تک ہے۔ اسی حد تک میں دلائل دوں گا۔‘‘ اس موقع پر چیف جسٹس آف پاکستان نے جے یو آئی اور تحریک تحفظ ناموس رسالت پاکستان کے وکیل کامران مرتضیٰ کو روسٹرم پر طلب کرکے استفسار کیا کہ آئین پاکستان میں دوسری ترمیم کب ہوئی تھی اور کیا ہوئی تھی؟ کامران مرتضیٰ ایڈووکیٹ نے جواب دیا کہ آئین پاکستان میں دوسری ترمیم سات ستمبر 1974ء کو ہوئی تھی۔ اس ترمیم کے ذریعے آئین پاکستان کے آرٹیکل 260 میں ترمیم کرتے ہوئے مسلم اور غیرمسلم کی تعریف کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیا گیا تھا۔ چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ نے کامران مرتضیٰ ایڈووکیٹ کو آئین پاکستان کا آرٹیکل 260 پڑھنے کی ہدایت کی۔ کامران مرتضیٰ ایڈووکیٹ نے مذکورہ آرٹیکل پڑھا تو چیف جسٹس آف پاکستان نے ان سے مزید استفسار کیا کہ آئین پاکستان میں جو مسلم اور غیرمسلم کی تعریف کی گئی ہے، وہ قرآن کریم کی کس آیت سے اخذ کی گئی؟ اس پر کامران مرتضیٰ ایڈووکیٹ نے جواب دیا کہ اس کے متعلق علمائے کرام ہی بہتر بتا سکتے ہیں۔ چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ نے ریمارکس دیئے کہ ہم نے آئین کی پاسداری کا حلف اٹھا رکھا ہے۔ آئین پاکستان میں دوسری ترمیم کے حوالے سے مفتی محمود اور پروفیسر عبدالغفور کا اہم کردار تھا۔ مسلم اور غیرمسلم کی جو تعریف آئین پاکستان نے کر دی ہے، وہ ہمارے لئے حتمی ہے۔ اگر کسی کو اس حوالے سے کوئی اعتراض ہے تو وہ ساتھ والی عمارت پارلیمنٹ میں جاکر آئین میں ترمیم کروا لے۔ جب آئین پاکستان نے ایک معاملہ طے کر دیا ہے تو بات ختم۔ لہٰذا اس متعلق بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی نے فاضل عدالت عظمیٰ سے استدعا کی کہ عدالت علمائے کرام اور دینی اداروں سے رائے طلب کرے کہ کیا بلاسفیمی یا تحریف قرآن اعلانیہ کرنا اگر جرم ہے تو کیا چار دیواری کے اندر یا پرائیویٹلی بلاسفیمی یا تحریف قرآن کرنے کی اجازت ہے؟ اس سوال کا اہم تعلق مذکورہ کیس سے ہے۔ اس پر چیف جسٹس آف پاکستان نے ریمارکس دیئے کہ ہمیں دوسری طرف نہ لے کر جائیں۔ ہم نے دنیا کے سارے مسائل اس کیس میں نہیں حل کرنے۔ نظرثانی کی پٹیشنز میں ہم اپنے چھ فروری کے فیصلے میں اگر کوئی غلطی ہے تو صرف اسے ریویو کریں گے۔

اس کے علاوہ کوئی دوسرا معاملہ جب عدالت کے سامنے آئے گا تو اس وقت ہی اسے دیکھا جائے گا۔ دوران سماعت جسٹس عرفان سعادت خان نے شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی کو عدالتی معاون مقرر کرنے کی تجویز دیتے ہوئے ریمارکس دیئے کہ اگر اس بینچ کے دیگر دو معزز ارکان اتفاق کریں تو میری تجویز ہے کہ جسٹس (ر) مفتی محمد تقی عثمانی کو اس کیس میں عدالتی معاون مقرر کیا جائے۔ اس پر چیف جسٹس آف پاکستان نے ریمارکس دیئے کہ ہم مفتی تقی عثمانی سے اس کیس کے حوالے سے رائے حاصل کر چکے ہیں۔

مدعی مقدمہ حسن معاویہ کے وکیل راؤ شاہد نے عدالت عظمیٰ سے استدعا کی کہ سینئر وکیل برہان معظم ملک لاہور سے وڈیو لنک کے ذریعے دلائل پیش کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا انہیں سپریم کورٹ لاہور رجسٹری سے وڈیو لنک کے ذریعے دلائل پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس پر چیف جسٹس آف پاکستان نے ریمارکس دیئے کہ ہم وڈیو لنک پر کسی کو نہیں سنیں گے۔ وڈیو لنک میں آواز وغیرہ کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی اس کیس میں پیش ہونا چاہتا ہے اور اس کے نزدیک اس کیس کی اہمیت بھی ہے تو وہ اسلام آباد آ جائے۔ بعدازاں فاضل عدالت عظمیٰ نے مذکورہ نظرثانی پٹیشنز کی سماعت ملتوی کرتے ہوئے تمام درخواست گزاروں کو اپنے تحریری دلائل دو ہفتوں کے اندر جمع کرانے کی ہدایت کرتے ہوئے قرار دیا کہ جتنا وقت ہم تحریری دلائل جمع کرانے کے لئے دے رہے ہیں، اتنا ہی وقت ہم اسے پڑھنے کے لئے بھی لیں گے۔ اس کے بعد مذکورہ نظرثانی پٹیشنز کو سماعت کے لئے مقرر کیا جائے گا۔ 28 مارچ کو ہونے والی مذکورہ سماعت کے احوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شائد سپریم کورٹ مذکورہ نظرثانی پٹیشنز پر فیصلہ جلدی نہیں کرنا چاہتی۔ بادی النظر میں سپریم کورٹ چاہتی ہے کہ مذکورہ معاملے کو طول دیا جائے تاکہ چھ فروری کے متنازع فیصلے کے خلاف جو فضا عوام میں بنی ہوئی ہے، اسے ختم کیا جاسکے۔ یہ خدشہ اس لئے پیدا ہو رہا ہے کہ

سپریم کورٹ نے مذکورہ نظر ثانی پٹیشنز کی پہلی سماعت کے موقع پر خود اسلامی نظریاتی کونسل سمیت دس دینی اداروں سے چھ فروری کے متنازع فیصلے کے متعلق رائے طلب کی تھی۔

مذکورہ دس اداروں میں شامل المورد، جو کہ جاوید احمد غامدی کا ادارہ ہے، کے علاوہ دیگر تمام نو اداروں نے تقریباً اپنی مشترکہ رائے سپریم کورٹ میں جمع کروادی ہے۔اصولی طور پر چاہیے تھا کہ سپریم کورٹ اس رائے کی روشنی میں فریقین کے وکلاء کے دلائل سن کر اپنا فیصلہ سنا دیتی۔مگر ایسا کرنے کے بجائے سپریم کورٹ کی جانب سے یہ موقع دیا گیا کہ مزید جو بھی اس متعلق اپنی رائے دینا چاہتا ہے، وہ آئندہ دو ہفتوں میں تحریری طور پر جمع کروا سکتا ہے۔آخر اسلامی نظریاتی کونسل سمیت نو جید دینی اداروں کی جانب سے رائے موصول ہوجانے کے بعد مزید کسی سے رائے لینے کی کیا ضرورت تھی؟ خاکسار سمجھتا ہے کہ مذکورہ معاملے کو طول دینے کے لئے سپریم کورٹ کو کوئی موقع فراہم نہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام فریقین اسلامی نظریاتی کونسل سمیت نو جید دینی اداروں کی ہی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے مزید کوئی بھی اپنی ذاتی رائے سپریم کورٹ میں جمع کرانے سے گریز کریں۔

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی، مفتی منیب الرحمٰن اور مفتی محمد یاسین ظفر اپنے اپنے مسلک کے جید علمائے کرام ہیں۔ان کا علم ہمارے علم سے بہت زیادہ ہے۔ان اکابرین نے دیگر دینی اداروں کی مشاورت سے اپنی مشترکہ رائے سپریم کورٹ میں جمع کرا دی ہے۔اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کا علم شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی، مفتی منیب الرحمن اور مفتی محمد یاسین ظفر سے زیادہ ہے تو وہ بے شک اپنی رائے بھی سپریم کورٹ کو دے دے۔لیکن اگر ہم ان اکابر علمائے کرام ومفتیان عظام کو اپنا بڑا مانتے ہیں تو ہمیں ان کی رائے سے ہی اتفاق کرنا چاہیے،ان اکابرین نے دس صفحات پر مشتمل اپنی متفقہ رائے سپریم کورٹ میں جمع کرادی ہے، جس کی کاپی اس خاکسار کے پاس بھی موجود ہے،لیکن، چونکہ انہوں نے یہ رائے سپریم کورٹ کی جانب سے طلبی پر دی ہے اور اس رائے کو مذکورہ اکابرین کی جانب سے بھی تا حال پبلک نہیں کیا گیا۔مزید یہ کہ مذکورہ معاملہ اس وقت سپریم کورٹ میں بھی زیر سماعت ہے،اس لئے جب تک سپریم کورٹ اس متعلق کوئی حتمی فیصلہ نہ کر لے،اس وقت تک ان اکابرین کی جانب سے سپریم کورٹ میں جمع کرائی گئی رائے کو اس خاکسار کی جانب سے زیر بحث لانا مناسب نہیں ہے۔

واضح رہے کہ سپریم کورٹ کے چھ فروری کے متنازع فیصلے کے حوالے سے پوچھے گئے ایک استفسار کے جواب میں شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی نے 23 فروری کو جاری کئے گئے اپنے تفصیلی جواب میں قادیانیوں کے متعلق عدالت عظمیٰ کے فیصلے کو غیر قانونی اور غیر شرعی قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ عدالت عظمیٰ کے اس فیصلے کے دو حصے ہیں۔پہلے حصے میں قادیانی ملزم کی سزا اور ضمانت پر بحث کی گئی ہے جبکہ دوسرے حصے میں مذہبی آزادی پر بات کی گئی ہے۔فیصلے کے پہلے حصے میں عدالت عظمیٰ نے ملزم کو کیس سے بری کرنے کے لئے جن بنیادوں کا سہارا لیا ہے وہ کمزور ہیں،عدالت نے پنجاب ہولی قرآن ایکٹ کے تحت ملزم کی سزا پر جرح کرتے ہوئے اسے اس ایکٹ میں 2021ء ہونے والی ترمیم سے جوڑ کر بری کر دیا ہے۔۔عدالت نے یہاں اسی ایکٹ کو جو 2011ء میں منظور ہوا اور کیس کی بنیاد بھی اسی قانون پر ہے، کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور اس کی کوئی توجیہ فیصلے سے ظاہر نہیں ہوتی، بتایا گیا ہے کہ جرم 2019ء میں ہوا اور قانون 2021ء میں منظور ہوا، حالانکہ 2011ء کے قانون کے تحت ملزم مستوجب سزا تھا۔فیصلے کے دوسرے حصے میں مذہبی آزادی کے متعلق بحث کی گئی ہے،اس حصے میں اگرچہ قادیانیوں کا ذکر نہیں ہے،مگر عدالتی فیصلہ کبھی غیر متعلقہ بحثوں پر مشتمل مضمون نگاری نہیں ہوتا،سیاق و سباق سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ بحث قادیانیوں سے متعلق ہی ہے اور لوگوں نے بھی اسے درست طور پر قادیانیوں سے متعلق سمجھا ہے۔ اس دوسرے حصے میں مذہبی آزادی کی عمومی بحث کو قادیانیوں کے باب میں زیر بحث لانا درست نہیں ہے، کیونکہ 1993ء کے عدالت عظمیٰ کے ظہیر الدین بنام سرکار مقدمے کے تفصیلی فیصلے میں یہ قرار دیا جا چکا ہے کہ قادیانیت عیسائیت، ہندومت وغیرہ کی طرح کوئی مذہب نہیں ہے۔اس لئے قادیانیوں کو مذہبی آزادی کے قوانین کے تحت اپنے مذہب کی تبلیغ و ترویج کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔عدالتی فیصلہ پڑھنے والوں کا یہ سمجھنے میں کوئی قصور نہیں کہ فیصلے میں قادیانیوں کو تحریف شدہ قرآن شائع کرنے اور اپنے عقیدے کی تبلیغ کی اجازت دی گئی ہے اور اس کی وجہ سے مسلمانان پاکستان میں جو بے چینی پیدا ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے۔

(بشکریہ روزنامہ اوصاف، ۴؍اپریل ۲۰۲۴ء)

جناب میر عباس علی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

جناب میر عباس علی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ سلیمان تونسوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔حضرت شاہ صاحب کے وصال کے بعد میر صاحب کو کسی نئے پیر کی تلاش ہوئی۔ان ایام میں مرزا قادیانی نے شہرت ونمود کی دنیا میں نیا نیا قدم رکھا تھا۔ان کی تعلّیاں اورلن ترانیاں گوش زد ہوئیں تو اصل اور نقل میں امتیاز کئے بغیر اس جنس کاسد کے خریدار بن گئے۔میر صاحب کے سلسلہ ارادت کا آغاز ۱۸۸۲ء میں ہوا جب کہ مرزا قادیانی نے براہین کا تیسرا حصہ شائع کیا تھا اور اغلب ہے کہ میر عباس علی ہی الہامی صاحب کے سب سے پہلے مرید تھے۔ انہوں نے اس وقت ان کی حلقہ بگوشی اختیار کی جب کہ ہنوز کسی شخص نے مرزا قادیانی کی طرف دست ارادت نہ بڑھایا تھا۔مکتوبات احمدیہ کی سب سے پہلی اور ضخیم ترین جلد انہیں خطوط پر مشتمل ہے جو الہامی صاحب نے میر عباس علی کے نام روانہ فرمائے تھے۔میر صاحب نے اپنے مخدوم ومطاع کی خدمت گزاری اور عون ونصرت میں وہ کمال دکھایا کہ تمام مرزائیوں سے گوئے سبقت لے گئے۔اس اثناء میں کئی مرتبہ ایسے حوادث بھی پیش آئے، جنہوں نے بارہا ان کے پائے عقیدت کو متزلزل کردیا۔تاہم اس سے دام رہائی کی توفیق نہ ہوئی۔آخر نو سال تک بادیہ ضلالت میں سرگرداں رہنے کے بعد ہدایت کا آوان سعید آپہنچا۔ مساعدت ازلی نے راہنمائی فرمائی اور میر صاحب مرزائیت سے تمام علاقے توڑ کر از سر نو دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

مرزا قادیانی نے ۲۱/مئی ۱۸۸۳ء کی چٹھی میں میر عباس علی کو لکھا تھا کہ:’’جس ذات قدیم نے آپ کو یہ اخلاص بخشا ہے اس نے خود آپ کو چن لیا ہے۔‘‘ ۲۹/اکتوبر ۱۸۸۳ء کے خط میں لکھا ’’الحمدللہ والمنۃ کہ خداتعالیٰ نے آپ کو سب سے زیادہ اس عاجز کے انصار میں سے بنایا۔اس ناچیز کو آپ کے وجود سے فخر ہے اور اپنے خداوند کریم سے آپ کو ایک رحمت مجسم خیال کرتا ہے۔‘‘

اور پہلی جنوری ۱۸۸۴ء کی چٹھی میں فرمایا:

’’سعید وہ انسان ہے جس پر نیک ظن غالب ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ٹھوکر کھانے سے بچتے ہیں اور اس کا فطرتی نور ان کو شیطانی تاریکی سے بچالیتا ہے اور تھوڑے ہیں، جو ایسے ہیں اور الحمدللہ کہ میں آپ کو ان تھوڑوں کے اوّل درجہ میں دیکھتا ہوں۔‘‘ ۱۹/اپریل ۱۸۸۵ء کو لکھا کہ آپ کا اخلاص اور جوش محبت اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء! اور ایک اور خط میں جس پر تاریخ درج نہیں لکھتے ہیں کہ جس قدر آں مخدوم نے اشاعت دین اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے رنج اٹھایا ہے خداتعالیٰ اس کے عوض میں آپ پر اس طور سے راضی ہو کہ جیسا اپنے سچے خادموں اور مقبولوں سے راضی ہوا کرتا ہے۔

(مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۲۱،۶۳،۷۰،۸۶،۸۹)

اسی طرح مرزا قادیانی نے میر عباس علی کے متعلق اپنی کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں لکھا کہ: ’’یہ میرے وہ اوّل دوست ہیں جن کے دل میں خداتعالیٰ نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی اور جب جو سب سے پہلے تکلیف سفر اٹھا کر ابرار اخیار کی سنت پر بقدم تجرید محض للہ قادیاں میں میرے ملنے کے لئے آئے، وہ یہی بزرگ ہیں۔میں اس بات کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ بڑے سچے جوشوں کے ساتھ انہوں نے وفاداری دکھلائی اور میرے لئے ہر ایک قسم کی تکلیفیں اٹھائیں اور قوم کے منہ سے ہر ایک قسم کی باتیں سنیں۔اوائل ایام میں بیس برس تک انگریزی دفتر میں سرکاری ملازم رہے۔مگر بباعث غربت ودرویشی ان کے چہرہ پر نظر ڈالنے سے ہرگز خیال نہیں آتا کہ وہ انگریزی خواں بھی ہیں لیکن وہ دراصل بڑے لائق اور مستقیم الاحوال اور دقیق الفہم ہیں۔‘‘

(ازالۃ الاوہام حصہ دوم ص۷۹۱،خزائن ج۳ ص۵۲۸)

میر عباس علی کے جو مناقب ومحامد اوپر نقل کئے گئے ان سب سے بڑھ کر انہیں یہ شرف بھی حاصل تھا کہ مرزا قادیانی کو ان کی شان میں ایک الہام بھی ہوا تھا۔چنانچہ اپنی کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں میر عباس علی مرحوم کے تذکرے میں فرماتے

ہیں: ”ان کے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو ان کے حق میں الہام ہوا تھا۔ اصلہ ثابت وفرعہ فی السماء (ان کی جڑ نہایت مضبوط ہے اوران کی شاخیں آسمان تک چلی گئی ہیں)۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۷۹۰، ۷۹۱، خزائن ج ۳ ص ۵۲۸)

اس الہام کا یہ مطلب تھا کہ میر صاحب مرزائیت میں ایسے مضبوط اور راسخ ہیں کہ ان کی حالت میں کبھی جنبش اور تزلزل نہیں ہوسکتا۔ لیکن جب میر صاحب مرزائیت سے تائب وبیزار ہوکر ازسرنو حلقہ اسلام میں داخل ہوگئے تو مریدوں نے پوچھنا شروع کیا۔ حضور خدا نے تو اطلاع دی تھی کہ ان کی جڑ بڑی مضبوط ہے۔ اب ان کی جڑ اکھڑ کیسے گئی؟ الہامی صاحب کے پاس تاویل کاری اور سخن سازی کی کچھ کمی نہ تھی، باتیں بنانی شروع کردیں جو حضرات اس گلشن سخن سازی کی بہار دیکھنا چاہیں وہ الہامی صاحب کے (آسمانی فیصلہ ص ۴۹ تا ۵۳ یا تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۸۷ تا ۸۵) کا مطالعہ فرمائیں۔ جب سید عباس علی رحمۃ اللہ علیہ توفیق ایزدی کی مدد سے مرزائیت کے خارزار سے نکل کر اسلام کے چمن زار میں داخل ہوئے تو مسیح صاحب نے اپنے جلے دل کے پھپھولے ان الفاظ میں پھوڑے۔ ”وہ مرتد ہوگیا۔ اس کا انجام بد ہوا۔ جب انسان پر شقاوت کے دن آتے ہیں تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا۔“

(نزول المسیح ص ۲۴۰، خزائن ج ۱۸ ص ۶۱۸)

میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علیحدگی اور توبہ کے مختلف اسباب تھے۔ ان میں ایک سبب تو بٹالوی دوست نے یہ بتایا کہ ایک مرتبہ لدھیانہ میں ایک مسلمان شعبدہ گر آیا۔ ان ایام میں الہامی صاحب اسی جگہ اپنی مسیحیت کی ڈفلی بجارہے تھے۔ شعبدہ گر، الہامی صاحب کے پاس آکر کہنے لگا کہ یا تو اپنا کوئی کمال دکھایئے یا دیکھئے۔ انہوں نے کہا اچھا اپنا کمال دکھاؤ۔ شعبدہ گر نے کھرپی لے کر تھوڑی سی زمین نرم کی۔ پھر چند بیج بکھیر کر اوپر سے پانی کے چھینٹے دیئے۔ تھوڑی دیر میں چھوٹے چھوٹے پودے نکل آئے جو دیکھتے دیکھتے فٹ ڈیڑھ فٹ بلند ہوگئے۔ پھر ہر ایک کو پانچ پانچ سات سات قسم کے پھول لگے۔ ہر پھول میں علیحدہ علیحدہ قسم کی خوشبو تھی۔ یہ طلسم دیکھ کر سب لوگ محو حیرت رہ گئے۔ جب شعبدہ باز لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا چکا تو مرزا قادیانی سے کہنے لگا۔ ”اگر آپ بھی کوئی عجوبہ دکھائیں تو میں کچھ اور کمال بھی دکھاؤں گا۔“ مرزا قادیانی نے کہا: ”بھئی ہم تو صرف دعا کرنا جانتے ہیں۔ اس کے سوا ہم میں کوئی کمال نہیں۔“ اس کے بعد مرزا قادیانی میر عباس علی رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگے کہ اگر سودوسو روپیہ بھی خرچ ہوجائے تو یہ کمال حاصل کر لینا چاہیے۔ یہ سن کر میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں گرہ پڑگئی اور یقین ہوگیا کہ یہ شخص دنیا پرست ہے۔ اگر اس کے دل میں عشق الٰہی کا ذرا بھی شائبہ ہوتا تو کسی شعبدہ پر نہ ریجھتا۔ میر صاحب کے منحرف ہونے کی دو وجہیں خود مرزا قادیانی نے یہ لکھی ہیں کہ:

۱...... میر صاحب کے دل میں دہلی کے مباحثات کا حال خلاف واقعہ جم گیا ہے۔

۲...... میر صاحب کے دل میں سراسر فاش غلطی سے یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ گویا میں ایک نیچری آدمی ہوں۔ معجزات کا منکر اور لیلۃ القدر سے انکاری اور نبوت کا مدعی اور انبیاء علیہم السلام کی اہانت کرنے والا اور عقائد اسلام سے منہ پھیرنے والا۔

مرزا قادیانی کا بیان ہے کہ میر صاحب نے علیحدگی کے بعد ان کے خلاف اشتہار بھی شائع کیا ہے جو ترک ادب اور تحقیر کے الفاظ سے بھرا ہوا ہے۔ میر صاحب نے اس اشتہار میں اپنے کمالات ظاہر کرکے تحریر فرمایا ہے کہ گویا ان کو رسول نمائی کی طاقت ہے۔ چنانچہ وہ اس اشتہار میں اس عاجز کی نسبت لکھتے ہیں کہ: ”میں نے مرزا قادیانی سے کہا تھا کہ ہم دونوں کسی مسجد میں بیٹھ جائیں پھر یا تو مجھے رسول خدا ﷺ کی زیارت کراکے اپنے دعاوی کی تصدیق کرادو یا میں زیارت کراکے اس بارہ میں فیصلہ کرادوں گا۔ مگر مرزا قادیانی نے اس بارہ میں میرا مقابلہ نہیں کیا۔ اگر میر صاحب کو یہ قدرت اور کمال حاصل تھا تو پھر انہوں نے اس عاجز سے بدون تصدیق نبوی کیوں بیعت کر لی اور کیوں دس برس تک برابر خلوص نماؤں کے گروہ میں رہے۔ تعجب ہے کہ ایک دفعہ بھی رسول کریم ﷺ ان کے خواب میں نہ آئے اوران پر ظاہر نہ کیا کہ اس کذاب اور مکار اور بے دین سے کیوں بیعت کرتا ہے؟“ (تبلیغ رسالت حصہ دوم ص ۸۳، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۹۸)

اگر واقعی میر صاحب نے مسیح قادیان کو اس قسم کا کوئی چیلنج دیا تھا تو معلوم نہیں میر صاحب نے الہامی صاحب کی اس تحریر کا کیا جواب دیا ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے کہ جب میر صاحب نو دس سال کی طویل مدت تک اسلام سے منقطع ہوکر مرتد ہونے والے تھے تو یہ کس طرح ممکن تھا کہ محبوب رب العالمین ﷺ ان کے پاس خواب میں قدم رنجہ فرماتے؟ آخر جب میر صاحب نے وادی کفر سے نکل کر ریاض اسلام میں قدم رکھا تو رویت رسول کی سعادت یا رسول نمائی عود کر آئی۔ (باقی صفحہ 26 پر)

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت گنگوہیؒ کی ولادت ۶/ذوالقعدہ ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۹ء بروز پیر ہوئی۔ آپ کی ولادت حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے مکان سے چند قدم مشرق کی طرف ہوئی۔ آپ کے والد اور والدہ محترمہ دونوں کا سلسلہ نسب حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے جا ملتا ہے، آپ کے والد محترم اپنے زمانہ کے بڑے عالم اور دینی مقتدا و راہنما تھے۔ آپ نے تعلیم امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ کے خاندان سے حاصل کی، اور روحانی تعلیم حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے حاصل کی۔ آپ کے والد محترم خوش نویس اور زود نویس تھے، نیز اپنے مرشد شاہ غلام علی دھلویؒ سے مجاز بھی تھے۔ پینتیس سال کی عمر میں آپ کے والد محترم کی وفات ہوئی۔ جبکہ حضرت گنگوہیؒ کی عمر اس وقت سات سال تھی، حضرت گنگوہیؒ نے بچپن ہی سے صالح اور نیک فطرت پائی تھی۔

آپ کے پہلے استاذ میاں قطب بخش مرحوم تھے۔ فارسی آپ نے اپنے منجھلے ماموں مولوی محمد تقیؒ سے پڑھی، جو فارسی کے نامور استاذ تھے۔ نیز فارسی کا کچھ حصہ مولوی محمد غوث مرحوم سے پڑھا۔ صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں مولوی محمد بخش رام پوری سے پڑھیں، مولوی صاحب بہت شفیق استاذ تھے۔ انہوں نے آپ کو حزب البحر اور دلائل الخیرات کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ مولوی صاحب نے ابتدائی کتب پڑھانے کے بعد آپ کو مشورہ دیا کہ آپ تکمیل کے لئے دہلی چلے جائیں، بڑے بڑے قابل علماء کرام دہلی میں موجود ہیں، چنانچہ آپ نے استاذ محترم کے مشورہ کے بعد دہلی کا سفر کیا۔ ان دنوں دہلی میں مولانا شاہ عبدالغنیؒ، شاہ احمد سعیدؒ، مولانا مملوک علیؒ کی بڑی شہرت تھی۔ حضرت نانوتویؒ پہلے ہی مولانا مملوک علیؒ کے پاس موجود تھے۔ چنانچہ دونوں ایسے نادر روزگار استاذ کے شاگرد بن گئے، دونوں ساتھی ذہین تھے۔ میر زاہد، قاضی، صدرا شمس بازغہ ایسے فرفر پڑھتے کہ جیسے حافظ قرآن پاک پڑھتا ہے۔ آپ کے اساتذۂ کرام مولانا مملوک علی، مولانا مفتی صدرالدین سرفہرست ہیں، جبکہ احادیث نبویہ مولانا شاہ عبدالغنی مہاجر مدنیؒ سے پڑھیں۔ حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ اپنی ذہانت کی وجہ سے استاذ کے منظور نظر بن گئے اور خصوصی عنایات کے مستحق ٹھہرے۔ حضرت شاہ عبدالغنیؒ اپنے زمانہ کے عظیم محدث تھے، ابن ماجہ پر حاشیہ انجاح الحاجہ آپ ہی کا ہے۔ صحاح ستہ کی تمام کتب حرفاً حرفاً شاہ عبدالغنیؒ سے پڑھیں، تھوڑا بہت تلمذ دوسرے اساتذۂ کرام مفتی صدرالدینؒ، شاہ احمد سعیدؒ، قاضی احمد دین پنجابیؒ سے کیا۔

آپ کی دہلی کی تعلیمی مدت چار سال بنتی ہے۔ فراغت کے بعد اپنے آپ کو تعلیم و تعلم اور درس وتدریس کے لئے وقف کر دیا۔ دارالعلوم دیوبند کے پہلے مدرس ''ملا محمود'' آپ کے شاگرد رشید تھے۔ جن سے مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے شرف تلمذ حاصل کیا، جو بعد میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کہلائے۔ آپ کا نکاح آپ کے ماموں مولانا محمد تقی کی صاحبزادی سے ہوا۔ مولوی صاحب ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی میں شہید ہوئے۔

تصوف وسلوک:

خدا طلبی اور معرفت خداوندی کی طلب وتڑپ آپ کو تھانہ بھون کھینچ لائی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے انکار فرمادیا اور ادھر سے اصرار اور تڑپ بڑھی تو دو تین روز کے بعد بیعت فرمالیا۔ ایک دن کے لئے آئے تھے اور شیخ کی صحبت میں ایسے فریفتہ ہوئے کہ چالیس دن شیخ کی صحبت میں رہے اور فرمایا کہ پھر تو ''مرمٹا''۔ ظاہر ہے جو محبوب حقیقی سے ملا دے، اس سے محبوب کون ہوسکتا ہے۔ جس پاک نام کے حصول کے لئے اس میں کھپ گئے، فنائیت حاصل کی، اور فنائیت سے بے خبر اور فانی محض بن گئے۔ شیخ کی خدمت میں حاضری کے وقت مختصر قیام کا خیال تھا، مگر یہ خیال کرتے کرتے کہ آج نہیں، کل جاؤں گا۔ پورے چالیس دن گزار دیئے۔

حضرت گنگوہیؒ نے پہلی رات ذکر کیا تو صبح کو حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا: ''تم نے ایسا ذکر کیا، جیسے مشاق ذکر کرنے والا ہو۔'' اگرچہ حضرت

گنگوہیؒ نے بیعت کے وقت کہا: ’’حضرت! مجھ سے ذکر و شغل اور محنت و مجاہدہ نہیں ہوسکتا۔‘‘ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا: اچھا! کوئی مضائقہ نہیں۔ اور بقول حضرت گنگوہیؒ کہ پھر تو مرمٹا۔ لیکن حضرت حاجی صاحبؒ جب آخر شب بیدار ہوئے تو مولانا کی بھی آنکھ کھل گئی، دو چار کروٹیں لیں کہ نیند آجائے، ’’مگر شیخ کی توجہ کام کرچکی تھی‘‘۔ اٹھے، وضو کیا، مسجد کے ایک کونہ میں حضرت حاجی صاحب تہجد کے بعد ذکر و شغل میں مصروف تھے تو دوسرے کونے میں حضرت گنگوہیؒ ذکر و شغل میں مصروف نظر آئے۔ ایک ہی رات میں کایا پلٹ گئی۔ پہلی ہی شب ذکر خداوندی میں ایسے لطف اندوز ہوئے کہ پھر تو ساری زندگی کا وظیفہ بن گیا۔ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

’’اس دن سے ذکر جہر سے مجھے محبت ہوگئی، پھر کبھی چھوڑنے کو جی نہیں چاہا اور نہ ہی کوئی وجہ شرعی مخالفت کی معلوم ہوتی ہے۔‘‘

یہ تو پہلی شب کا صلہ تھا، ایک ہفتہ گزرنے کے بعد آٹھویں دن حضرت شیخ کی طرف سے خوشخبری سنائی گئی:

’’میاں مولوی رشید احمد! جو نعمت حق تعالیٰ نے مجھے دی تھی وہ آپ کو دے دی آئندہ اس کو بڑھانا آپ کا کام ہے۔‘‘

کپڑوں کا ایک ہی جوڑا تھا۔ جب میلا ہوتا تو اسے خود ہی دھولیتے، آخری دنوں میں بخار ہوگیا، تو اس خیال سے کہ شیخ کو تیمارداری کی تکلیف دینا گستاخی ہے اور گھر سے تقاضے بھی شروع ہوگئے، اعلیٰ حضرت حاجی صاحبؒ نور اللہ مرقدہ نے بخوشی اجازت دے دی اور شیخ نے مع متعلقین دور تک مشایعت کرکے الوداعی وقت ایک طرف کرکے فرمایا:

’’اگر تم سے کوئی بیعت کی درخواست کرے تو بیعت کرلینا۔ حضرت گنگوہیؒ نے عرض کیا: مجھ سے کون درخواست کرے گا؟‘‘ شیخ نے فرمایا: تم سے جو کہتا ہوں، کرنا۔ یہ تیسرا انعام تھا، جو پہلی حاضری کی آخری ملاقات میں عطا ہوا۔ لوگ برسوں شیخ کی خدمت میں رہ کر مجاہدانہ ریاضت کی زندگی بسر کرتے ہیں، پھر بھی کچھ ملا ملا، نہ ملا نہ ملا۔ لیکن بمصداق:

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

حضرت گنگوہیؒ کو یہ دولت ایک چلہ (چالیس دن) میں مل گئی۔ حضرت گنگوہیؒ ایک صاف اور شفاف آئینہ تھے، جو آفتاب کے مقابل رکھ دیا گیا:

خدا کی دَین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں اور پیغمبری مل جائے

حضرت گنگوہی واپس تشریف لائے تو حالت بالکل بدل چکی تھی۔ نہ کھانے کا ہوش تھا نہ پینے پہننے کا، ہر وقت استغراق اور محویت اور تفکر کے عالم میں رہتے، اکثر تمام شب رونے میں گزر جاتی۔ آخر شب مسجد میں اس انداز اور جذب و وجد کی کیفیت میں ذکر کرتے کہ ایسا معلوم ہوتا کہ ساری مسجد کانپ رہی ہے۔ خود پر جو حالت گزرتی ہوگی اس کی کسی کو کیا خبر۔

تحریک آزادی:

جب ہندوستان پر انگریز کا قبضہ ہونے لگا، تو تھانہ بھون حضرت حاجی صاحبؒ کی صدارت میں اجلاس ہوا، جس میں انگریز سے دو بدو لڑائی کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ انگریز کے پاس تربیت یافتہ فوج، اسلحہ ایمونیشن کے ذخائر اور شیاطینی ذہن سے غالب ہوا، تو حضرت حافظ ضامن شہیدؒ تو پہلے مقام شہادت حاصل کرچکے تھے، حضرت حاجی صاحبؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ حضرت حاجی صاحبؒ مکہ مکرمہ ہجرت کرگئے۔ حضرت نانوتویؒ تین دن روپوش رہ کر ظاہر ہوگئے۔ حضرت گنگوہیؒ کے متعلق خبر مشہور ہوئی کہ انہیں پھانسی کی سزا ہوگئی، اس خبر سے مرشد کے دل و دماغ پر اثر پڑا، حضرت حاجی صاحبؒ بھی پریشان رہنے لگے، ایک دن احباب سے فرمانے لگے کہ میاں رشید احمد کے متعلق کوئی خبر، احباب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ بروایت مولوی ولایت حسین: اعلیٰ حضرت حاجی صاحبؒ ایک دن فرمانے لگے: ’’میاں! کچھ سنا کہ مولوی رشید احمد کو پھانسی کا حکم ہوگیا؟ خدام نے عرض کیا، حضرت! کچھ پتا نہیں، ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی۔ فرمایا: ہاں! حکم ہوگیا، چلو۔‘‘ یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حکیم صاحب کا بیان ہے کہ برسات کا زمانہ تھا۔ مغرب کے بعد اعلیٰ حضرت اور غالباً مولوی مظفر حسین کاندھلویؒ غرض تین آدمی چلے، شہر سے تھوڑی دور جاکر زمین کی گھاس کے قدرتی سبز مخملی فرش پر بیٹھ گئے اور کچھ دیر سکوت فرما کر گردن اوپر اٹھائی اور فرمایا: چلو، مولوی رشید احمد کو کوئی شخص پھانسی نہیں دے سکتا، خدا تعالیٰ کو ابھی ان سے بہت کام لینا ہے۔ چنانچہ چندروز بعد اس کا ظہور ہوگیا۔ (تذکرۃ الرشید، ص:۸۵)

گرفتاری اور زندان:

حضرت گنگوہیؒ پنجلاسہ سے گنگوہ تشریف لائے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے وارنٹ گرفتاری ہیں۔ گنگوہ سے رامپور چلے گئے۔ پولیس نے گنگوہ

کے ہر ہر گھر کو چھان مارا مگر آپ نہ ملے، کسی مخبر نے کہا کہ آپ رام پور ہیں۔ چنانچہ رام پور سے گرفتار ہوئے، مظفرنگر پاپیادہ لائے گئے۔ کیس چلا تو آپ کو چھ ماہ کی سزا ہوئی، آپ نے ثابت قدمی کے ساتھ سزا برداشت کی اور چھ ماہ کے بعد رہائی ملی۔ رہائی کے بعد بھی آپ کی خفیہ نگرانی ہوتی رہی۔ کبھی مہمان کی شکل میں، کبھی مرید کی شکل میں اور کبھی کسی شکل میں اور کبھی کسی شکل میں۔

درس وتدریس کا سلسلہ:

رہائی کے بعد آپ نے مسند تلقین پر براجمان ہونے کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ نے انچاس سال درس حدیث دیا۔ آپ کے پہلے شاگرد سید مومن علی شاہؒ تھے اور آخری شاگرد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے والد گرامی مولانا محمد یحییٰؒ تھے۔ آپ نے صحاح کے علاوہ بھی تمام علوم وفنون کی کتابیں پڑھائیں۔ آپ طلبا کرام کی صرف علمی پیاس نہیں بجھاتے تھے بلکہ ان کی روحانی بیماریوں کی بھی اصلاح فرماتے تھے چاہے وہ آپ کے مرید ہوں یا نہ ہوں۔ اگر فراست ایمانی سے کسی کے متعلق معلوم ہوتا کہ یہ آگے چل کر امت کی گمراہی کا باعث بنے گا تو اس پر خصوصی نظر ہوتی۔ نیز آپ اسباق میں رسوم و بدعات کی بھی بھرپور تردید فرماتے۔ آپ نے اپنی زندگی کا مشن یہ بنالیا کہ لوگوں کے اعمال وعقائد درست کئے جائیں، توحید واتباع سنت کی ترغیب دیتے۔ نیز طلبا کرام کی چال ڈھال، نشست وبرخاست، وضع وقطع، گفتار وکردار غرضیکہ طلبا کی مکمل نگرانی فرماتے۔

حج بیت اللہ کی سعادت:

اللہ پاک نے آپ کو تین مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب فرمائی۔ آپ کی عمل صالحہ پر مداومت اور استقامت کا یہ حال تھا کہ بائیس برس تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ حضرت والا خلاف سنت تو درکنار، مستحبات اور جانب اولیٰ کو پسند فرماتے۔ سنن، مستحبات وواجبات وفرائض پر عمل کرکے آپ کی طبیعت میں انشراح اور مزاج میں ایسی لطافت اور بشاشت بیدار ہوتی کہ ہر دیکھنے والا محسوس کرلیتا تھا، بدعات کو دیکھ کر آنسو بھر لاتے۔

بیعت وسلوک:

جیسا کہ پہلے مذکور ہوا کہ اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے آپ کو چالیس دن کے اندر خلافت سے سرفراز فرمایا کہ کوئی بیعت ہونا چاہے تو انکار نہ کرنا، اپنے شیخ کی حکم عدولی نہ کی، ہزاروں سے متجاوز مسلمانوں نے آپ سے اپنے روحانی بیماریوں کا علاج کرایا اور اپنی بقیہ زندگی اللہ، اللہ کرتے گزار دی، کئی ایک علماء کرام کو آپ نے خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ چند ایک کے اسمائے گرامی درج ہیں: حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، حضرت مولانا صدیق احمد انبیٹھویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ والد محترم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ۔

وفات:

۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ تہجد کے نوافل کے دوران آپ کی دو انگلیوں کے درمیان کسی موذی جانور نے ڈنگ مارا، نماز میں محویت کے دوران احساس نہ ہوا، جب چارپائی پر لیٹے تو معلوم ہوا کہ خاصا خون نکل چکا ہے۔ جس کی وجہ سے ضعف، نقاہت اور کمزوری بڑھتی گئی۔

۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۳/ جولائی ۱۹۰۸ء کو آپ کو تپ ہوا اور جسم متورم ہوگیا اور جمعہ کے دن آپ کا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! باختلاف روایت ۸ یا ۹/ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۱/ اگست ۱۹۰۵ء بعد اذان جمعہ ساڑھے بارہ بجے آپ نے دنیا کو الوداع کیا۔ اٹھتر سال سات ماہ تین یوم کی عمر میں رفیق اعلیٰ سے جاملے۔ آپ نے چودہ کتب تحریر فرمائیں، جو بیس بڑے مسلمان، ص: ۲۲۵ پر دیکھی جاسکتی ہیں۔ ☆☆☆

جناب محمد انور رانا صاحب کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی دفتر کے ناظم جناب محمد انور رانا صاحب کے صاحبزادہ محمد سلمان ۱۴/ مارچ ۲۰۲۴ء کو کراچی کے ایک نجی ہسپتال میں بقضائے الٰہی انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صاحب فراش تھے۔ ان کی نماز جنازہ جامع مسجد عائشہ باوانی میں بعد نماز ظہر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی) کی اقتداء میں ادا کی گئی، اس موقع پر حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ (ملتان) نے بھی شرکت کی، علاوہ ازیں علماء، طلبا، کارکنانِ ختم نبوت اور اہل علاقہ کی کثیر تعداد نے بھی شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں مرحوم کو یاد رکھیں۔ (ادارہ)

مدرسہ سعد ابن ابی وقاصؓ میں

حاضری: مدرسہ محلہ شریف پورہ ملتان کے بانی قاری محمد ابراہیم رحیمی مدظلہ ہیں۔ ادارہ میں میرے کئی عزیز حفظ مکمل کر گئے ہیں۔ ان حفاظ میں میرے پوتے عبدالرحمٰن ابن ابوبکر اور میری پوتے طلحہ ابن عثمان سلمہ نے حفظ مکمل کیا تو اس کے حفظ کی تکمیل میں حاضری ہوئی اور حفظ قرآن اور اس کو محفوظ رکھنے کے فضائل پر اور اسے بھلا دینے کے نقصانات پر تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا۔ معلوم ہوا کہ قاری صاحب تبلیغی رفقاء کے ساتھ رائے ونڈ تشریف لے گئے اور ان کی غیر موجودگی میں پانچ نگران کلاس کو سنبھالے ہوئے ہیں، کلاس میں تقریباً ایک سو بیس طلبا زیر تعلیم ہیں۔

خطبۂ جمعہ:

۹ فروری جمعۃ المبارک کا خطبہ اقرأ سیدنا الحسین شاہ جمالیؒ، اس شاخ کا افتتاح حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے کیا۔ اس شاخ میں درجہ روضہ سے حفظ، عصری تعلیم میٹرک سے بچیوں میں ایف ایس سی تک، نیز بچیوں کا چھ سالہ کورس عالمیہ تک پڑھایا جاتا ہے۔ بنین میں درجہ خامسہ تک تعلیم دی جاتی ہے۔ تمام شعبہ جات میں ۷۲۵ طلبا اور طالبات زیر تعلیم ہیں۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل مولانا محمد فراز مدظلہ اس شاخ کی مسجد کے امام وخطیب ہیں۔ مولانا فراز احمد کی دعوت پر حاضری ہوئی اور جمعہ سے قبل بیان ہوا۔

جامع مسجد الصادق بہاولپور میں

کورس: ہمارے حضرت بہلویؒ کے ہمشیرزادہ اور داماد تھے مولانا عبدالمجیدؒ۔ موصوف نے تین

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

شادیاں کیں۔ پہلی بیوی ہمارے حضرت بہلویؒ کی صاحبزادی تھیں، ان سے دو فرزندان گرامی مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا فضل الرحمٰن پیدا ہوئے۔ دوسری اہلیہ محترمہ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی لخت جگر نور نظر تھیں۔ تیسری اہلیہ محترمہ میاں پور دنیا پور کی رہنے والی تھیں۔ ثانی الذکر کے فرزند گرامی حضرت مولانا سیف الرحمٰن بہلوی مدظلہ امام وخطیب جامع مسجد الصادق بہاولپور مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک اور بہلوی اور درخواستی خاندان کا حسین امتزاج ہیں۔ طبیعت میں سادگی اور نفاست ہے، جامع الصادق میں ہفتہ وار درس قرآن اور درس حدیث کا معمول ہے۔ تیسری اہلیہ محترمہ سے مولانا قاری جمیل الرحمٰن سمیت چھ صاحبزادگان ہیں۔ حضرت بہلویؒ کی صاحبزادی سے مولانا فضل الرحمٰن بہلویؒ ہیں۔ مولانا مرحوم کی تینوں بیویوں سے تمام صاحبزادگان دینی تعلیم سے مالا مال ہیں، شجاع آباد و مضافات میں دینی ادارے قائم کر کے دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ثانی الذکر کے فرزند ارجمند مولانا سیف الرحمٰن بہلوی مدظلہ کی دعوت پر ۲، ۳/ مارچ کو جامع مسجد الصادق بہاولپور میں منعقدہ کورس میں راقم کو اسباق پڑھانے کا موقع ملا۔ ۲/ مارچ کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر گفتگو ہوئی۔ ۳/ مارچ کو حیات، رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر بیان ہوا، جس میں دسیوں افراد نے شرکت کی۔ مولانا سعید الرحمٰنؒ الحاج محمد ذکر اللہؒ کے فرزند ارجمند کئی ایک جامعات میں احادیث نبویہ کی بلامعاوضہ تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مولانا سعید الرحمٰنؒ کے فرزند ارجمند مولانا حماد اللہ سلمہ نے احباب ورفقا کے اعزاز میں عشائیہ کا انتظام کیا۔ جامع مسجد بیت المکرم سیٹلائٹ ٹاؤن میں ۳/ مارچ کو صبح کی نماز کے بعد درس کا انتظام کیا۔ مولانا محمد اسحاق ساقی سلمہ نے ضعف وعوارض کے باوجود شرکت کی۔

خانقاہ شاہجمالیہ نقشبندیہ کا سالانہ

اجتماع: خانقاہ شاہجمالیہ نقشبندیہ کے بانی حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی چکوال کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا بشیر احمد شاہجمالیؒ تھے۔ جو ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگرد رشید تھے۔ دارالعلوم کبیر والا میں زیر تعلیم رہے۔ نوتک ڈیرہ غازی خان بر لب روڈ کئی کنال پر مدرسہ اور خانقاہ تعمیر کی، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا اسعد حبیب مدظلہ ان کے جانشین مقرر ہوئے، ہر سال صوفیاء کرام کا اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کے فرزندان گرامی حضرت مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مدظلہ اور حضرت مولانا پیر

عبدالقدوس نقشبندی زید مجدہ بھی تشریف لاتے ہیں، ان کے علاوہ ڈویژنل علماء کرام، مشائخ عظام بھی تشریف لاکر ذکر وفکر کی مجالس منعقد کرتے ہیں۔ راقم بھی ان کی دعوت پر ہر سال حاضری دیتا ہے، امسال ۲۷ تا ۲۹ر فروری کو اجتماع منعقد ہوا۔ راقم ڈویژنل مبلغ مولانا محمد اقبال ساقی سلمہ کی معیت میں ۲۹ر فروری کو حاضر ہوا اور تحریک ختم نبوت میں خانقاہوں کے کردار پر گفتگو کرنے کا موقع ملا۔

ختم نبوت کانفرنس خانپور بگا شیر: مدرسہ اصحاب صفہ جامع مسجد فاروقیہ کے زیراہتمام ۶ر مارچ مغرب سے رات گئے تک ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کی۔ جبکہ مولانا محمد رفیق جامی فیصل آباد، مولانا حمزہ لقمان علی پور، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، مولانا خالد مکی مظفر گڑھ نے خطاب کیا۔ تلاوت قاری محمد بلال نے کی۔ علماء کرام نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تمام مسالک اور مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام متفق تھے، متفق ہیں اور متفق رہیں گے۔ کسی طالع آزما کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے قوانین کو ختم کرنے اوران میں ترمیم کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

ختم نبوت کنونشن کوٹ ادو: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد اللہ والی میں ۸ر مارچ عشا کی نماز کے بعد ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ صدارت مقامی امیر مفتی عبداللہ نے کی، کنونشن میں سینکڑوں علماء کرام و حضرات شریک ہوئے۔

ختم نبوت کورس، چناب نگر: کافی عرصہ سے آل پاکستان ختم نبوت کورس کا پہلا ہفتہ مولانا مفتی محمد راشد مدنی مبلغ رحیم یارخان، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا توصیف احمد قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم پڑھاتے ہیں، جبکہ راقم دوسرا ہفتہ جلد اول کا کچھ حصہ، کچھ حصہ شیخ الحدیث مولانا غلام رسول مدظلہ، کچھ حصہ مولانا توصیف احمد سلمہ پڑھاتے ہیں، جبکہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم العالیہ امسال کورس کا پہلا گھنٹہ صبح آٹھ سوا آٹھ سے سوا نو بجے تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول، حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، دجال کے خروج سے متعلق پورے دورانیہ سبق پڑھاتے رہے۔ رات کو مختلف علاقوں میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنسز میں بیانات کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

شیخوپورہ کے مبلغ مولانا فضل الرحمٰن منگلا سلمہ نے کورس کے شرکاء کے خورد ونوش کی نگرانی کے علاوہ پروجیکٹر کے ذریعہ بھی مفوضہ اسباق پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے ساتھ ساتھ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی سلمہ نے تمام انتظامات کی نگرانی کا سلسلہ جاری رکھا۔ تمام طلبا کی حاضری کو یقینی بنانا اوران کی یومیہ حاضری لینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ جامعہ کے درجہ حفظ کے تمام اساتذۂ کرام، عصری تعلیم حاصل کرنے والے طلبا کے استاذ مولانا صغیر احمد بھی ہروقت خدمت کے لئے چاق وچوبند رہے۔

ختم نبوت ڈسپنسری کے انچارج مولانا قاری محمد اصغر نے اہل علاقہ کی طبی خدمات کے ساتھ ساتھ کورس کے شرکاء کی طبی ضروریات کے لئے چوبیس گھنٹے اپنے آپ کو وقف رکھا۔

امسال ۱۲۰۰ سے زائد طلبا نے داخلہ لیا۔

عرصہ دراز سے معمول یہ چلا آرہا ہے کہ قادیانی شبہات کے جوابات کی جو جلد ختم ہوتی ہے، جمعرات کو اس کا تحریری امتحان ہوتا ہے۔ مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور دیگر رفقاء کرام پرچے چیک کرتے ہیں۔

مولانا وسیم اسلم، مولانا شرافت علی، مولانا شیر عالم طلبا کے داخلہ اور داخلہ فارم دیکھ کر رجسٹر اور کمپیوٹر پر اندراج، لائبریری کے لئے آنے والی کتب کا کمپیوٹر اور رجسٹر میں اندراج کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ امسال ۲۰۲۴ء میں ۱۷ر فروری سے لے کر ۲ر مارچ تک تعلیمی، تدریسی، انتظامی خدمات سرانجام دیں۔

عارف والا کے مولانا مفتی رضوان العزیز نے ۱۷ تا ۱۹ر فروری ظہر سے عصر تک جدید فتنوں سے متعلق اسباق پڑھائے۔ پرویزیت، غامدیت، مرزا جہلمی کے عقائد باطلہ کا رد کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی ولاہور کے امرأ، مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔ جناب محمد متین خالد نے قادیانیوں کے خلاف قائم کئے گئے قومی اسمبلی، سینیٹ، ہائی کورٹس، سپریم کورٹ اوروفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں سے کورس کے شرکاء کو آگاہ کیا۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین اوکاڑویؒ کے برادرزادہ مولانا محمود عالم راولپنڈی، کے ٹی وی کے انچارج جناب حسن رانا سمیت ملک بھر سے تشریف لانے والے علماء کرام، مشائخ عظام اور اسکالرز نے خطبات

فرمائے۔ راقم الحروف کورس کے دوسرے ہفتہ رہا۔ راقم کی موجودگی میں جو حضرات تشریف لائے ان کی مختصر روداد لکھ دی ہے۔ تفصیلی روداد و معلومات شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

قاری عبیدالرحمٰن سلمہ کی

دستار بندی: برادر محترم مولانا خادم اللہؒ (متوفی ۲۲؍ جولائی ۲۰۲۳ء) کے سب سے چھوٹے بیٹے قاری عبیدالرحمٰن سلمہ جنھوں نے سبع عشرہ کے قاری ہونے کے بعد درس نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا۔ غالباً تمام کتابیں شجاع آباد کے سب سے بڑے ادارہ جامعہ فاروقیہ میں پڑھیں اور سال رواں ۱۲؍ جنوری ۲۰۲۴ء کو جامعہ کے ختم بخاری کے موقع پر ان کی دستار بندی ہوئی۔ برادرم محترم اس لحاظ سے خوش نصیب ہیں کہ ان کے بڑے بیٹے مولانا ثناء اللہ اور سعیداللہ حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل اور کئی ایک کتب کے مصنف ہیں۔ دوسرے بیٹے حافظ عطاء اللہ (ٹرپل ایم اے ہیں) نے تین مضامین میں ایم اے کیا ہے۔ اسلام آباد سینٹرل گورنمنٹ کے ایک اسکول میں ٹیچر ہیں۔ آپ کے ایک فرزند مولانا ولی اللہ سلمہ بھی حافظ و قاری ہونے کے ساتھ ساتھ جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل اور آبائی علاقہ بستی مٹھو میں عربک ٹیچر اور اپنی آبائی مسجد بلال میں امامت اور مقامی بچوں کو صبح قرآن پاک پڑھاتے ہیں۔ ایک فرزند ارجمند حافظ سیف اللہ خالد مکتبہ حسینیہ کے نام سے شجاع آباد کتب خانہ چلاتے اور کمپوزنگ کرتے ہیں۔ دو بیٹے ضیاء اللہ اور ارشاد اللہ بھی پرائیویٹ اداروں میں ملازم ہیں۔ اول الذکر مولانا قاری عبیدالرحمٰن سلمہ ہیں جن کا ۱۲؍ جنوری کو بخاری شریف کا ختم اور دستار بندی تھی تو عزیز کی فرمائش پر جہاں وعدہ کیا ہوا تھا، ان سے عذر پیش کیا۔ وجہ ظاہر ہے کہ عزیزم کے والد محترم اور راقم کے برادر محترم کی وفات کو ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے تو عزیز یہ نہ سمجھے کہ میں یتیم ہوں اور میرا کوئی نہیں۔ راقم کے علاوہ برادرم ڈاکٹر محمد اسحاق، عزیزم ڈاکٹر محمد کاشف سلمہ اور عزیز کے بھائیوں میں سے اس خوشی کے موقع پر صرف ارشاد اللہ شریک ہوئے۔ اللہ پاک عزیزم کو دین پاک کی تاحیات خدمت کی توفیق نصیب فرمائیں اور کسی اچھے ادارہ میں تدریس کی جگہ مل جائے تو زہے نصیب۔

آل پارٹیز ختم نبوت کنونشن، لاہور:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر آل پارٹیز تحفظ ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا، جس کی صدارت مجلس لاہور کے نائب امیر پیر رضوان نفیس نے کی، جبکہ مہمان خصوصی مجلس کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ تھے۔ کنونشن میں جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد امجد خان، حافظ نصیر احمد احرار، مولانا غضنفر عزیز، جمعیت اہلحدیث کے علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، شیخ محمد نعیم پاشا، مولانا بابر فاروق رحیمی، جمعیت علماء پاکستان کے سردار محمد خان لغاری، خواجہ غلام دستگیر فاروقی کے علاوہ مولانا شاہ نواز فاروقی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، مولانا سمیع اللہ، حافظ عبیدالرحمٰن ایڈووکیٹ، مولانا عبدالرؤف فاروقی، حامد بلوچ کے علاوہ ڈیڑھ سو کے قریب علماء کرام اور مختلف مکاتب فکر کے راہنماؤں نے شرکت کی۔ تمام مکاتب فکر کے

بقیہ:.... میر عباس علی لدھیانویؒ

مرزا قادیانی کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف نیچریت کی طرف مائل تھے بلکہ ان کی ہر ادا میں تفریح اور مغربیت کی شان ہویدا تھی۔ مرزا قادیانی نے میر صاحب کے جس اشتہار کا ذکر کیا ہے وہ انہوں نے دبدبہ اقبال ربی پریس لدھیانہ میں چھپوایا تھا۔ میر صاحب نے اس میں لکھا تھا کہ: ''میں اس فیصلے پر پہنچا ہوں کہ مرزا قادیانی قطعی نیچری ہیں۔ معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء کے قطعی منکر ہیں۔ معجزات اور کرامات کو مسمریزم قیافہ، قواعد طب یا دستکاری پر مبنی جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک خرق عادت جس کو تمام اہل اسلام خصوصاً اہل تصوف نے مانا ہے کوئی چیز نہیں۔ سرسید احمد خان اور مرزا غلام احمد کی نیچریت میں بجز اس کے کوئی فرق نہیں کہ وہ بلباس جیکٹ و پتلون ہیں اور یہ بلباس جبہ و دستار اور صوفیائے عظام کے دفتر کو درہم برہم کرنے والے۔'' (رئیس قادیان)

مرزا قادیانی کا ایک گرویدہ بدنصیب قادیانی جس کا نام میاں افتخار احمد تھا، اس کے نام میر عباس علی لدھیانوی علیہ الرحمۃ نے ۱۰؍ جنوری ۱۸۹۲ء کو خط لکھا۔ اس کا نام رکھا ''نیاز نامہ میر عباس علی صوفی لدھیانوی بجانب میاں افتخار احمد حواری مرزا غلام احمد قادیانی'' پھر اسے شائع کر دیا۔ ایک سو پچیس سال بعد دوبارہ محاسبہ کی جلد ۴ میں شائع کیا گیا ہے۔ (چمنستانِ ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ ص:۴۳۴، ج:سوم)

راہنماؤں نے سپریم کورٹ کے فیصلہ پر ردِعمل دیتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ نے آئین پاکستان، تعزیرات پاکستان کی دفعات ۲۹۸ اے، بی اورسی کو دیکھے بغیر فیصلہ جاری کیا ہے، جس کے مطابق قادیانی اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ نہیں کرسکتے اور نہ ہی قرآن پاک کا محرف ترجمہ شائع اور تقسیم کرسکتے ہیں۔ مذکورہ کیس میں مبارک احمد قادیانی نے قرآن پاک کا محرف ترجمہ اور تفسیر صغیر جس پر جنرل محمد ضیاء الحق سابق صدر پاکستان پابندی لگا چکے ہیں، کو شائع کرکے تقسیم کیا، مذکورہ ترجمہ اور تفسیر میں ۶۰ مقامات پر ترجمہ اور تفسیر میں تحریف کرکے غلط بیانی سے کام لیا گیا۔ سینکڑوں علماء کرام اور جماعتی احباب کے والہانہ جذبات کو دیکھ کر یقین ہوگیا کہ کوئی طالع آزما کبھی بھی ختم نبوت اور ناموس رسالت کے قوانین پر تیشہ زنی نہیں کرسکے گا۔ اسلامیانِ پاکستان نے پہلے بھی جانوں اور مالوں کی قربانی دے کر ناموس رسالت کا تحفظ کیا اور تاقیامت حفاظت کرتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ!

دو روزہ ختم نبوت کورس الرحیم

گارڈن مثاواں جی ٹی روڈ، لاہور: جامعہ مسجد الرحیم گارڈن میں دو روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ ۲۴؍فروری صبح دس بجے سے ساڑھے دس بجے تک مولانا عبدالنعیم اور ساڑھے دس سے بارہ بجے تک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اوصاف نبوت، عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وحقانیت پر لیکچر دیا۔ ۲۵؍فروری صبح دس بجے سے پونے گیارہ بجے تک مولانا خالد محمود شادی پورہ لاہور اور گیارہ سے بارہ بجے تک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر سبق پڑھایا اور سوالات کے جوابات دیئے۔ مہمانانِ خصوصی میاں رضوان نفیس، مولانا سعید وار گجر، مولانا قاری ظہور الحق تھے۔ کورس مولانا محمد حنیف کمبوہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ کورس کے منتظم مولانا محمد صفدر مدظلہ تھے۔ کورس میں طلبا کے علاوہ تقریباً ایک سو حضرات نے شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس ہربنس پورہ

لاہور: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد مہتاب میں ۲۴؍فروری مغرب سے رات گئے تک ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا محمد حنیف کمبوہ نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی میاں رضوان نفیس تھے۔ کانفرنس سے مولانا محمد ایوب صفدر گوجرانوالہ، مولانا مفتی محمد زکریا جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عابد حنیف کمبوہ نے سرانجام دیئے۔ حمد ونعت مولانا ابوبکر حسانی، محمد عظیم خان نے پیش کی۔ کانفرنس میں ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کا عہد کیا گیا۔ مقررین نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے متنازع فیصلہ پر غم وغصہ کا اظہار کیا گیا اور عدالتوں سے درخواست کی گئی کہ وہ طے شدہ مسائل کے خلاف پنڈورا بکس نہ کھولیں۔ اسلامیانِ پاکستان اسے کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔

ختم نبوت کانفرنس، فیصل آباد:

فیصل آباد میں ۲۶؍ فروری بجلی گھر اسٹاپ جڑانوالہ روڈ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا محمد جمیل اجمل امیر مجلس جڑانوالہ نے کی۔ مولانا محمد رفیق جامی، بریلوی مکتب فکر کے مولانا عبدالجبار رضوی، اہلحدیث مکتب فکر کے مولانا محسن حمید، مولانا قاری عزیز الرحمٰن رحیمی ودیگر نے خطاب کیا، جبکہ ملک کے نامور ثناخواں جناب طاہر بلال چشتی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ مقررین نے اپنے بیانات میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے متنازع فیصلہ کے متعلق کہا کہ چیف جسٹس صاحب سمیت تمام ججز کو طے شدہ مسائل پر رائے زنی کر کے متنازع نہیں بنانا چاہئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مقامی مبلغ مولانا عبدالرشید غازی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

جامعہ تعلیم القرآن والسنۃ کے دورۂ تفسیر میں شرکت:

گکھڑ منڈی گوجرانولہ کے نامور عالم دین الحاج مولانا محمد نعیم بٹ مدظلہ نے اپنی زمین پر ۲۰۰۰ء میں ادارہ قائم کیا۔ ادارہ میں بنین و بنات میں دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ تقریباً ۵۰۰ طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ نیز ادارہ میں شعبان المعظم ورمضان المبارک کی چھٹیوں میں دورۂ تفسیر ہوتا ہے۔ استاذ العلماء مولانا مفتی محمد داؤد مدظلہ گوجرانوالہ پڑھاتے ہیں۔ امسال موصوف کی علالت کی وجہ سے جامعہ کے استاذ مولانا عبیداللہ مدظلہ بھی ان کی معاونت فرمارہے ہیں، ہر سال راقم بھی دو تین روز کے لئے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کرتا ہے، امسال ۲۷؍فروری مغرب تا عشاء اور ۲۸؍فروری صبح کی نماز کے بعد بیانات ہوئے۔

خوشخبری گوادر سٹی میں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے زیرِاہتمام

جامع مسجد خاتم النبیین ومرکزِ ختمِ نبوت گوادر
کے تعمیری کام کا سلسلہ جاری ہے

اہلِ خیر حضرات متوجہ ہوں!

محافظینِ ختمِ نبوت سے اپیل کی جاتی ہے کہ
اپنے لیے اور اپنے اہلِ خانہ لواحقین کی طرف
سے جامع مسجد خاتم النبیین ومرکزِ ختمِ نبوت
گوادر کی تعمیرات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔

محاذِ ختم نبوت کے ساتھ تعاون نبی پاک ﷺ
کی شفاعت کا بہترین ذریعہ ہے

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT

Whatsapp: 03009899402
Easy Paisa: 03333060501

Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.